بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اکتوبر ۱۹۶۴

الفرقان

(۱) فضائل قرآن مجید بیان کرنے والا (۲) غیر مسلموں یعنی آریوں، عیسائیوں اور بہائیوں کے قرآن مجید پر اعتراضات کا جواب دیکر انہیں دعوتِ اسلام دینے والا۔
(۳) باشندگانِ پاکستان کو عربی زبان سکھانے والا (۴) مستشرقین کے خیالات پر تحقیقی تبصرہ کرنے والا ماہنامہ!

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

تفہیمات ربانیہ کے متعلق دو نہائت قیمتی آراء

(۱)

رسالہ الفرقان کے ... جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

... تفہیمات ربانیہ ،، مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دینے کے لئے ایک نہایت ... موجب ہے ۔ جو مولانا ابوالعطاء صاحب نے ۱۹۳۰ء میں تالیف فرمائی تھی اور اب ... مزید اضافہ جات کے ساتھ شائع کی جارہی ہے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اس کتاب ... خود مطالعہ کریں بلکہ غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں ۔

خاکسار

جلال الدین شمس ۔ ربوہ

(۲)

اخویم محترم شیخ عبدالقادر صاحب فاضل مربی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

’’ یہ معلوم کر کے از حد خوشی ہوئی ۔ کہ ادارہ الفرقان کیطرف سے ’ تفہیمات ربانیہ ‘ کا دوسرا ایڈیشن بہت جلد شائع ہو رہا ہے ۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب یہ شائع ہوئی تھی ۔ تو ہر مبلغ اور تبلیغ احمدیت کا شغف رکھنے والے دوست نے اسے ہاتھوں ہاتھ خرید لیا تھا ۔ اور اس کا تفصیلی انڈکس بنا کر شامل کتاب کر لیا تھا ۔ اور جب بھی کوئی مخالف اعتراض کرتا تھا ۔ جھٹ اس کا جواب نکال کر پیش کر دیتا تھا ۔ چنانچہ میں نے بھی اس کا انڈکس بنایا تھا ۔ جس سے میں ابتک برابر فائدہ اٹھا رہا ہوں ۔ میرے نزدیک یہ کتاب مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے ایک قسم کی انسائیکلو پیڈیا ہے ۔ یہ امر اور بھی باعث مسرت ہے ۔ کہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ جو نئے اعتراضات پیدا ہو گئے ہیں ان کو بھی مد نظر رکھکر کتاب کے حجم میں خاصا اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ جس سے گویا اس کی افادیت اور بھی بڑھ گئی ہے مجھے خوب یاد ہے جب یہ کتاب پہلی مرتبہ شائع ہوئی تھی ۔ تو سلسلہ کے ایک بزرگ نے اسے پڑھ کر فرمایا تھا ۔ کہ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے دفاع احمدیت کے سلسلہ میں یہ اتنا بڑا کام کیا ہے ۔ کہ رہتی دنیا تک مجاہدین احمدیت آپ کے مرہون منت رہیں گے ۔ پس واقفین زندگی اور تبلیغ احمدیت سے دلچسپی رکھنے والے احباب کو چاہئے کہ اس کتاب کو حاصل کر کے ایک کارآمد تبلیغی ہتھیار کو اپنے قبضہ میں کرلیں ۔

خاکسار

عبدالقادر از لاہور

رسول پور۔ سونکھڑہ کٹک
27 9/64.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

اکتوبر سنہ ۱۹۶۴ء

(ایڈیٹر)

ابوالعطاء جالندھری

مینجر:۔ عطاء المجیب راشد

اعزازی اراکین ادارہ	سالانہ بدل اشتراک
محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب	پاکستان و بھارت ...... چھ روپے
حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل	دیگر ممالک ...... تیرہ شلنگ
محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری	قیمت فی پرچہ ...... باٹھ پیسے
محترم شیخ مبارک احمد صاحب آف نیروبی	تاریخ اشاعت:۔ ہر ماہ کی دس تاریخ
محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل آف کلکتہ	بدلِ اشتراک بنام مینجر پیشگی آنا چاہیے!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۱۴ شمارہ ۱۰	ماہنامہ الفرقان ربوہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۴ء	جمادی الثانیہ ۱۳۸۴ھ اخاء ۱۳۴۳ہش

مندرجات

نہائت ضروری اعلان

تفہیماتِ ربانیہ کی پیشگی قیمت میں رعایت صرف ۳۱ اکتوبر تک ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تفہیماتِ ربانیہ کی طباعت شروع ہو چکی ہے۔ یہ آٹھ صد صفحات کی ایک مفید ترین تبلیغی کتاب ہے۔ سفید کاغذ پر مجلد کی قیمت گیارہ روپے ہے اور اخباری کاغذ پر مجلد کی قیمت آٹھ روپے ہے۔ جو دوست ۳۱ اکتوبر ۶۴ء تک رقم ادا کر دیں گے ان سے ایک روپیہ کم لیا جائے گا۔ یہ رعایت صرف ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء تک ہے۔

مینجر الفرقان۔ ربوہ

معاونین الفرقان کیلئے تحریکِ دُعا

جن دوستوں نے دس سالہ خریداری کی تحریک میں حصہ لیا ہے ان کے لئے درخواستِ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے نفوس اور اموال میں خاص برکت دے۔ آمین

بعض بزرگ معاونین نے لکھا ہے کہ معاونین کے ناموں کی فہرست سال میں صرف دو مرتبہ، رمضان المبارک میں اور دسمبر نمبر میں شائع کی جایا کرے۔ عمومی تحریک ہر رسالہ میں کر دی جایا کرے۔ اس طرح مزید کافی صفحات مضامین کے کام آسکیں گے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

ایڈیٹر

اداریہ

جماعتِ احمدیہ کا طریقۂ تعلیم قابلِ تقلید ھے

اور

احمدی مبلغین ہر ملک میں اشاعتِ اسلام کے لئے سرگرم ہیں!

"المنبر" میں اہلحدیث عالم مولوی محی الدین احمد صاحب قصوری کے کھلے اعترافات

(۱)

کسی دینی جماعت کی زندگی کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے دو ہی پیمانے ہیں۔ اوّل ان کے ہاں دینی تعلیم کا کیسا انتظام ہے؟ دوم ان کے فارغ التحصیل علماء کس دھن سے تبلیغِ اسلام میں منہمک ہیں؟ اگر ہم خود کہیں کہ جماعتِ احمدیہ ہی ہر دو معیاروں پر پورا اترتی ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ تو احمدی ہیں اسلئے ہم ذیل میں اس بارے میں سلسلہ احمدیہ کے معاند ترین اخبار ہفت روزہ "المنبر" لائلپور کی گواہی پیش کرتے ہیں۔ المنبر کا شائع کردہ مضمون مشہور اہلحدیث عالم مولوی محی الدین احمد صاحب کا تحریر فرمودہ ہے۔ مضمون نویس نے بھی ہمیں برا بھلا کہا ہے مگر مجبوراً انہیں بعض حقائق کا اعتراف کرنا پڑا ہے — جناب مولوی صاحب موصوف اپنے اہلحدیث بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"تم اس بات پر خوش ہو کہ تم نے چند بڑے یا چھوٹے مدارس قائم کر کے بڑا کام کیا ہے۔ یہ دین کی ایک فرضی خدمت کے ذریعے تحصیل الدراہم والدنانیر کی ایک تدبیر سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے۔ یہ مدرسے "عِجْلٌ جَسَدٌ لَّہٗ خُوَارٌ" کی جیتی جاگتی تصویر ہیں جن میں ایک سال کے گزرنے کے بعد آواز پیدا ہو جاتی ہے اور سیم و زر کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا ہے؟ چند جبہ پوش، دستار بند ملاں، جو دنیا کے حالات سے یکسر بے خبر، ان کا مایۂ علم و عمل صحاح کی چند احادیث یا فقہ کے چند مسائل سے زیادہ نہیں ہے۔

آپ ضرور خفا ہوں گے اور آپ کو خفا ہونے کا حق ہے کیونکہ اَلْحَقُّ مُرٌّ۔ سچ سے زیادہ تلخ کوئی چیز نہیں کہ زندگی اور عمل کے جتنے میدان ہیں وہ آپ کے وجود سے یکسر

خالی ہیں۔ آپ کا مزاج یہ ہے کہ حدیث کی سند لیکر
یا تو کسی اہلحدیث مسجد کی امامت سنبھال لی اور اپنے
نان ونفقہ کی طرف سے مطمئن ہو کر بیٹھ گئے یا ایک چھوٹا سا
مدرسہ بنا کر پیٹ پوجا کا انتظام کر لیا۔" (المنبر ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء ص۹)

اس اظہارِ حقیقت کے بعد آپ دردمند دل کے ساتھ
اپنی قوم کی خیرخواہی کرتے ہوئے انہیں ربوہ جا کر جماعت احمدیہ کے
نظام تعلیم کو دیکھنے اور اس طریق کو اختیار کرنے کی تلقین فرماتے
ہوئے لکھتے ہیں :-

"میں آپ حضرات سے عرض کرونگا کہ آپ اپنے
مدارس کے مہتمم حضرات کو ایک بار ربوہ بھیجیں وہ جا کر
دیکھیں کہ وہاں کس نہج پر کام ہو رہا ہے۔" (ص۹)

(۲)

اہلحدیث علماء کی تبلیغ اسلام سے بے حسی کا ماتم کرتے
ہوئے جناب مولوی صاحب موصوف انہیں یوں خطاب فرماتے ہیں:-

"پاکستان سے باہر جانے کا خواب دیکھنا تو آپ کے
بس کی بات ہی نہیں۔ خود پاکستان کے اندر کیا ہو رہا ہے۔
دیہات میں جا کر دیکھئے مشن کے کام کا ملاحظہ فرمائیے
ہزاروں مہتر اور سینکڑوں مسلمان بھی عیسائی ہوتے
چلے جا رہے ہیں۔ عیسائی مشن کے لئے پاکستان سے زیادہ
زرخیز کوئی زمین نہیں۔ دیہات کے دیہات شیعیت اور
مرزائیت ہضم کرتی چلی جا رہی ہے کیا آپ کی کسی انجمن کو
یارا ہوا کہ وہ ان میں کسی کے خلاف کام کرے؟" (ص۹)

اب اسکے بالمقابل جماعت احمدیہ کے جاں نثار مبلغین و
علماء کی بیرونی ممالک میں پُرخلوص تبلیغی مساعی کے متعلق آپ کو ذاتی
طور پر یقینی ذریعہ سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کا ذکر اسی
مضمون میں آپ نے انہیں "مرزائی مبلغین" کہکر اس طرح فرمایا ہے کہ:-

"میرا لڑکا ڈاکٹر معین الدین احمد قریشی حکومت امریکہ
کی طرف سے انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ MONETARY FUND
یا ورلڈ بینک WORLD BANK میں خدا کے فضل وکرم
سے نہایت معزز اور ذمہ دار عہدے پر فائز ہے۔ اسے اکثر
سال میں متعدد مرتبہ مشرقی افریقہ کے ممالک کے دورہ پر جانا پڑتا
ہے۔ دورہ سے واپسی پر انہیں ایک مکمل رپورٹ پیش کرنا پڑتی
ہے، انکی رپورٹ پر ہی حکومت امریکہ فیصلہ کرتی ہے کہ ان مختلف
ممالک کی اعانت کی نوعیت، کیفیت اور مقدار کیا ہو۔ سال
رواں کے شروع میں وہ ایک ماہ کی رخصت لیکر یہاں ملنے کو
آئے تو انہوں نے نہایت افسوس بلکہ مایوسی کے انداز میں کہا کہ
جہاں بھی میں گیا ہوں میں نے مرزائی مبلغین کو سرگرم عمل
پایا۔ قریباً وہ تمام لوگ تیز مناظر، مذہبی تنازعات کے سلسلے
میں وسیع المعلومات، کتب مقدسہ کے حوالہ جات سے واقف
اور تبلیغی نشیب و فراز سے آگاہ نظر آئے۔ ساتھ ہی
شرمندگی سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ کسی نام نہاد
اسلامی جماعت کا کوئی نمائندہ وہاں بھولے سے بھی
نظر نہیں آتا۔" (المنبر لائلپور - ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء)

عربی زبان کی ضرب المثل ہے اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ
بِهِ الْأَعْدَاءُ اسلئے ہم دردمند مسلمانوں کو ان حقائق پر
غور کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ وہ خدا را سوچیں کہ آخر
باقی تمام فرقوں کی نسبت یہ زندگی، روحانی زندگی، تعلیمی و
تبلیغی زندگی صرف جماعت احمدیہ میں ہی کیوں ہے؟ کیا
یہ احمدیت کی صداقت کی واضح دلیل نہیں؟ +

خالی ہیں۔ آپ کا معراج یہ ہے کہ حدیث کی سند لیکر
یا تو کسی اہلحدیث مسجد کی امامت سنبھال لی اور اپنے
نان ونفقہ کی طرف سے مطمئن ہو کر بیٹھ گئے یا ایک چھوٹا سا
مدرسہ بنا کر پیٹ پوجا کا انتظام کر لیا۔" (المنبر ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۹)

اس اظہارِ حقیقت کے بعد آپ دردمند دل کے ساتھ
اپنی قوم کی خیر خواہی کرتے ہوئے انہیں ربوہ جا کر جماعتِ احمدیہ کے
نظامِ تعلیم کو دیکھنے اور اس طریق کو اختیار کرنے کی تلقین فرماتے
ہوئے لکھتے ہیں:-

"میں آپ حضرات سے عرض کرونگا کہ آپ اپنے
مدارس کے مہتمم حضرات کو ایک بار ربوہ بھیجیں وہ جا کر
دیکھیں کہ وہاں کس نہج پر کام ہو رہا ہے۔" (ص ۹)

(۲)

اہلحدیث علماء کی تبلیغِ اسلام سے بے حسی کا ماتم کرتے
ہوئے جناب مولوی صاحب موصوف انہیں یوں خطاب فرماتے ہیں:-

"پاکستان سے باہر جانے کا خواب دیکھنا تو آپ کے
بس کی بات ہی نہیں۔ خود پاکستان کے اندر کیا ہو رہا ہے۔
دیہات میں جا کر دیکھئے۔ مشن کے کام کا ملاحظہ فرمائیے
ہزاروں مہتر اور سینکڑوں مسلمان بھی عیسائی ہوتے
چلے جا رہے ہیں۔ عیسائی مشن کے لئے پاکستان سے زیادہ
زرخیز کوئی زمین نہیں۔ دیہات کے دیہات شیعیت اور
مرزائیت ہضم کرتی چلی جا رہی ہے کیا آپ کی کسی انجمن کو
یارا ہوا کہ وہ ان میں کسی کے خلاف کام کرے؟" (ص ۹)

اب انکے بالمقابل جماعت احمدیہ کے جاں نثار مبلغین و
علماء کی بیرونی ممالک میں پُرخلوص تبلیغی مساعی کے متعلق آپ کو ذاتی
طور پر یقینی ذریعہ سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کا ذکر اسی
مضمون میں آپ نے انہیں "مرزائی مبلغین" کہکر اس طرح فرمایا ہے کہ:-

"میرا لڑکا ڈاکٹر معین الدین احمد قریشی حکومت امریکہ
کی طرف سے انٹرنیشنل مانی ٹری فنڈ MONETARY FUND
یا ورلڈ بنک WORLD BANK میں خدا کے فضل وکرم
سے نہایت معزز اور ذمہ دار عہدے پر فائز ہے۔ اسے اکثر
سال میں متعدد مرتبہ مشرقی افریقہ کے ممالک کے دورہ پر جانا پڑتا
ہے۔ دورہ سے واپسی پر انہیں ایک مکمل رپورٹ پیش کرنا پڑتی
ہے، انکی رپورٹ پر ہی حکومت امریکہ فیصلہ کرتی ہے کہ ان مختلف
ممالک کی اعانت کی نوعیت، کیفیت اور مقدار کیا ہو۔ سال
رواں کے شروع میں وہ ایک ماہ کی رخصت لیکر یہاں ملنے جو
آئے تو انہوں نے نہایت افسوس بلکہ مایوسی کے انداز میں کہا کہ
جہاں بھی میں گیا ہوں میں نے مرزائی مبلغین کو سرگرم عمل
پایا۔ قریباً وہ تمام لوگ تیز مناظر، مذہبی تنازعات کے سلسلے
میں وسیع المعلومات، کتب مقدسہ کے حوالہ جات سے واقف
اور تبلیغی نشیب و فراز سے آگاہ نظر آئے۔ ساتھ ہی کا
شرمندگی سے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ کسی نام نہاد
اسلامی جماعت کا کوئی نمائندہ وہاں بھولے سے بھی
نظر نہیں آتا۔" (المنبر لائلپور - ۱۱ ستمبر ۱۹۶۳ء)

عربی زبان کی ضرب المثل ہے اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ
بِهِ الْأَعْدَاءُ اسلئے ہم دردمند مسلمانوں کو ان حقائق پر
غور کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ وہ خدارا سوچیں کہ آخر
باقی تمام فرقوں کی نسبت یہ زندگی، روحانی زندگی، تعلیمی و
تبلیغی زندگی صرف جماعت احمدیہ میں ہی کیوں ہے؟ کیا
یہ احمدیت کی صداقت کی واضح دلیل نہیں؟

البیان فی تفسیر القرآن

عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ کے معنے

محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ نگہت جمشید پور کراچی سے تحریر فرماتی ہیں :-

"مکرم و معظم جناب مولانا ابو العطاء صاحب
ایڈیٹر الفرقان ربوہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
پچھلے دنوں قرآن کریم پڑھتے وقت ایک سوال پیدا ہوا۔ براہ کرم آپ اس کا مطلب تفصیلاً رسالہ الفرقان ماہ اکتوبر میں شائع کر دیں تاکہ بعض اور افراد کو بھی علم ہو جائے۔

وہ سوال یہ ہے کہ قرآن کریم کے چھٹے پارہ سورۃ المائدہ کی اُنیسویں آیت کے الفاظ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ کے معنی بوقت موقوف ہو جانے رسولوں کے ہوتے ہیں جن سے نبوت و رسالت کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔

آپ سے التماس ہے کہ پوری آیت اور اس کی تفسیر الفرقان ماہ اکتوبر میں درج کر دیں مہربانی ہو گی۔"

الجواب۔ آیت زیر تفسیر یوں ہے۔
یٰٓاَهْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِیْرٍ وَّلَا نَذِیْرٍ فَقَدْ جَآءَکُمْ بَشِیْرٌ وَّنَذِیْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (المائدہ)

ترجمہ۔ اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے جو تمہیں خوب کھول کر بتا رہا ہے (اس کا آنا) رسولوں کے آنے میں وقفہ پڑنے پر ہوا ہے تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس تو کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ اب تمہارے پاس بشیر و نذیر آ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔"

اس آیت میں خطاب اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت واضح کی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت مبعوث ہونا اسلئے بھی ضروری تھا کہ پہلے نبیوں کی بعثت پر اتنا وقفہ پڑ چکا تھا کہ اہل کتاب کی موجودہ نسلیں یہ کہہ سکتی تھیں کہ ہمارے پاس تو کوئی رسول نہیں آیا، کوئی بشیر اور نذیر نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل کتاب کے اس عذر کو اسی طرح توڑا جا سکتا تھا کہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا جاتا اور آپؐ ان کے لئے بھی بشیر و نذیر ہوتے۔ سو ایسا ہو گیا۔

لفظ فترۃ کے معنے انقطاع اور وقفہ کے ہوتے ہیں۔ اصطلاحاً فترۃ اُس عرصہ کو کہتے ہیں جو دو نبیوں کے درمیان ہوتا ہے جس میں کوئی

اور نبی مبعوث نہ ہوا ہو۔ امام السیوطی اس آیت کی تفسیر میں الفترۃ کی تعیین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اذ لم یکن بینہ وبین عیسٰی رسول ومدۃ ذٰلک خمسمأۃ وتسع وستون سنۃ" (جلالین مطبوعہ مصر ص۹۹)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسٰی کے درمیان کوئی رسول نہیں آیا اور یہ مدت پانسو انہتر (۵۶۹) سال تھی۔"

پس علیٰ فترۃ من الرسل کے معنے یہ ہیں کہ حضرت مسیح کے بعد جو کافی عرصہ تک اہل کتاب نبیوں سے محروم رہے وہ فترۃ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فترۃ کو زائل کرنے اور اہل کتاب کے عذر کو توڑنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما دیا ہے تاکہ اہل کتاب قیامت کو یہ عذر نہ کر سکیں کہ ہمارے پاس تو کوئی نبی نہ آیا تھا۔

ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ اپنے ان اصلی معنوں کے رُو سے آئندہ نبیوں کے آنے کے لئے دلیل ہوگی نہ کہ ان کے منقطع ہونے کا ثبوت۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چھ سو سالہ عرصہ کے انقطاع کو اس عذر کے لئے وجہ جواز تسلیم فرمایا ہے کہ ہمارے پاس نبی نہیں آیا لہٰذا ہم پر اتمام حجت نہیں ہوئی۔ پس کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اب ہزاروں ہزار سال تا قیامت کوئی نبی نہ آئے اور پھر بھی لوگوں کا یہ عذر جائز نہ مانا جائے گا کہ ہمارے پاس کوئی نبی نہ آیا تھا۔ اگر یہ عذر جائز ہے تو نبیوں کا آنا ضروری ہے جو اُمتی نبی ہوں گے۔ پس آیت زیر نظر امکانِ نبوت کی دلیل ہے نہ کہ انقطاعِ نبوت کی۔

شذرات

(۱) مسیح نے دیدہ دانستہ اپنی الوہیت کے اعلان سے گریز کیا

عیسائی ماہ نامہ اخوت لاہور لکھتا ہے:۔

"اس کے اپنے اعلان کے مطابق وہ خدا میں سے نکلا ہوا تھا۔ تاہم ایک موقع پر اس نے یہ ضرور فرمایا کہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے۔ اور میں خود نہیں آیا بلکہ میرے بھیجنے والے نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ کیوں اور کس لئے کہا اسلئے کہ وہ اپنے مخالفوں کے مُنہ بند کرے۔ اگر وہ اپنی خدمت کے اوائل زمانے میں ہی اپنے مسیح ہونے اور اپنی الوہیت کا اعلان کرتا تو وہ وقت سے پہلے ہی عوام کے دلوں میں اشتعال پیدا کر کے اُن کو جوش میں لے آتا۔ پس ہمارا خداوند دیدہ دانستہ اس قسم کے نتائج سے پہلو تہی کرتا رہا۔"

(اخوت اگست ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۲)

الفرقان۔ اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح ڈرتے تھے اور ایک عرصہ تک بقول پادری صاحب اپنی مسیحیت اور الوہیت کو چھپاتے رہے۔ یسوع کا عرصۂ خدمت اڑھائی تین سال بتایا جاتا ہے اب اس میں چھپانے اور ظاہر کرنے کا عرصہ کتنا کتنا ہے کیا کوئی پادری صاحب اس معمہ کو حل کریگا نیز بتائے گا کہ

مسیح کو خدا ہونے کے باوجود خوف زدہ رہنے کی کیا ضرورت تھی؟

(۲) حضرت علیؓ اور مسلمانوں کی خانہ جنگی

شیعہ ماہ نامہ معارف اسلام لکھتا ہے :-

"دینی طور پر وہی جانشینِ رسولؐ تھے لہذا حکومتِ ملک بھی انہیں کے ہاتھوں میں ہونی چاہیئے تھی۔ وہ اپنے آپ کو اس کا جائز حقدار سمجھتے تھے۔ مگر مسلمانوں کے خانہ جنگی میں مبتلا ہو کر اسلام کو نقصان پہنچ جانے کی وجہ سے حضورؑ نے سکوت اختیار فرمایا۔"

(معارف اسلام لاہور ستمبر ۱۹۶۴ء ص ۶۵)

الفرقان - اگر یہ بیان درست ہے تو اپنی خلافت کے زمانہ میں مسلمانوں کی خانہ جنگی کو کیوں برداشت کر لیا؟

(۳) خدا کی بادشاہی روحانی ہے

مسیحی رسالہ اخوت لکھتا ہے :-

"حق یہ ہے کہ مسیح کے نظریہ اور اس کے ہمعصروں کے نظریہ میں آسمان زمین کا فرق تھا اور اس فرق کے ساتھ یہودی راہنما اسکے ساتھ ایسے بگڑے کہ اس کے جانی دشمن ہو گئے اور آخر صلیب پر جان سے مار کر چھوڑا مسیح نے اپنی صلیبی موت سے خدا کی بادشاہی کے اس نظریہ پر اپنے خون سے مہر کر دی کہ خدا کی بادشاہی روحانی ہے میرے ہمعصروں والی مادی اور دنیاوی بادشاہی نہیں ہے۔"

(اخوت لاہور ستمبر ۱۹۶۴ء)

الفرقان - ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اب مسیحی لوگ مادی بادشاہی کے لئے کیوں چشم براہ ہیں۔ کیا اب انہوں نے مسیح کے نظریہ کی بجائے یہودیوں کا نظریہ اختیار کر لیا ہے؟

(۴) اسلام کے نام پر خلقِ خدا کو دھوکہ؟

ایڈیٹر المنبر لائلپور لکھتے ہیں کہ :-

"قادیانیت ہمارے ہاں کا ہی نہیں اب تو دنیا کے بیشتر ممالک کا ایک قابلِ توجہ مسئلہ ہے ...... یہ اسلام کے نام پر خلقِ خدا کو دھوکہ دینے میں مصروف ہیں۔"

(المنبر ۲۵ ستمبر ۱۹۶۴ء ص ۶)

الفرقان - کیا احمدیت دنیا کے بیشتر ممالک میں پھیلے بغیر ہی ان کا قابلِ توجہ مسئلہ بن گیا ہے؟ اگر علماء کی انتہائی مخالفتوں کے باوجود "قادیانیت" بیشتر ممالک میں پھیل گئی ہے تو آیت قرآنی اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا کے مطابق اس تحریک کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہے۔ اگر احمدی اسلام کے نام پر خلقِ خدا کو دھوکہ دے رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ غیر مسلموں کو مسلمان ہی بنا رہے ہیں ورنہ عیسائی ممالک کو اسلام کے نام پر دھوکہ کا سوال ہی کب پیدا ہوتا ہے؟ حیرت ہے کہ اسلام کے نام پر "سچا سودا" کرنیوالے علماء

ناکام و نامراد رہیں اور اسلام کے نام پر "دھوکہ" دینے والے کامیاب ہو جائیں؟

(۵) حضرت علیؓ کی دو شخصیتیں

ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ دعوت لکھتے ہیں:-

"ہم اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کی شخصیت و عظمت کے متعلق بھی ان دونوں طبقوں (شیعہ و سنی) کا اندازِ فکر و عمل بالکل مختلف ہے۔ اہلسنت شیرِ خدا حضرت علی المرتضیٰ کا جو تعارف پیش کرتے ہیں وہ اس شخصیت سے بالکل مختلف ہے جس سے شیعہ حضرات ہمارا تعارف کراتے ہیں۔"

(دعوت لاہور ۱۵ فروری ۱۹۶۳ء)

الفرقان۔ کیا اگر حضرت علیؓ دو ہیں تو اسی طرح حضرت مسیح مسلمانوں اور عیسائیوں کے لحاظ سے دو نہیں؟

(۶) قرآن مجید کی حفاظت کا اعتراف

بہائی رسالہ لکھتا ہے:-

"قرآن زمانہ کی دست برد سے بالکل محفوظ ہے۔ اس کتاب عظیم میں کوئی تحریف نہیں ہو سکی۔ قرآن کا ہر لفظ اور ہر آیت اسی شکل میں موجود ہے جس شکل میں حضرت خاتم النبیینؐ نے اسے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔" (بہائی میگزین لاہور اپریل ۱۹۶۳ء)

الفرقان۔ جب یہ صورت حال ہے کہ قرآن مجید مکمل طور پر محفوظ ہے اور بہائیوں کی مجوزہ شریعت ان کی طرف سے منصۂ شہود پر بھی نہیں آئی تو اسے ناسخ قرآن مجید قرار دینا کتنی بڑی زیادتی ہے۔

(۷) اپنے عقیدہ پر بھی غور فرمائیں!

مدیر الاعتصام لکھتے ہیں کہ:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ پر شریعتِ اسلامی کامل اور مکمل ہو گئی ہے آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا نہ ظلی نہ بروزی۔"

(۲۱ اگست ۱۹۶۴ء)

آپ ہی فرمائیے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے ــــــ اگر وہ آئیں گے تو کیا وہ کسی قسم کے نبی ہوں گے؟ جنابِ من! بات کرتے وقت اپنے عقیدہ پر بھی تو غور فرما لیا کریں۔

(۸) شیعہ صاحبان اور صحابہ رسولؐ

شیعی رسالہ معارف اسلام لکھتا ہے کہ:-

"شیعہ مسلمان بھی صحابہ کو مانتے ہیں صرف فرق اتنا ہے کہ زیادہ تر حضرات اصحابِ ثلاثہ کے متعلق۔ کیونکہ وہ حضور پیغمبرِ اسلام کے بعد سلطنتِ اسلامیہ پر حکمران بنے۔"

(معارف اسلام اگست ۱۹۶۴ء ص ۱۶)

الفرقان۔ گویا خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی صحابیت زیرِ نزاع

ایک تحقیقی بحث

خاتمیّت محمدیّہ کا حقیقی اور جامع مفہوم

حضرت بانیٔ مدرسہ دیوبند کے واضح بیانات

خدا ترس اہل علم کو دعوتِ فکر

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کا مقام

حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند (المتوفی ۱۲۹۷ ہجری) کو اسلام کی خدمت کا بیش بہا موقعہ ملا ہے۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا۔ کہ تیرھویں صدی ہجری کے آخری حصہ میں آپ نے دفاعِ اسلام کے شاندار کام کی سعادت حاصل کی نیز بعض پیچیدہ دینی مسائل کو نہایت عمدگی سے واضح فرمایا۔ اہل علم مسلمان آپ کی قدر کو خوب جانتے ہیں۔ آپ کی نیکی، تقویٰ اور سادگی کی وجہ سے آپ کے ہمعصر بعض غیر مسلم آپ کو "اوتار" کہتے تھے۔ (دیباچہ مباحثہ شاہجہانپور صہ دگفتگوئے مذہبی صہ) اور عام مسلمان آپ کو "نائبِ رسول اور علماء فحول" میں سے جانتے تھے (دیباچہ مباحثہ شاہجہانپور صہ) آپ کے متعلق مولانا سندھی کا قول ہے کہ "مولانا محمد قاسم تیرھویں صدی کے مجددین میں سے تھے۔ آپ نے ولی اللّٰہی حکمت و معارف کو اہل ہند کے لئے زمانۂ حاضر کے لباس میں پیش کیا" (مجلہ الرحیم اگست ۱۹۶۴ء صہ) دیوبند کی تحریک سے وابستہ اور دوسرے اہلِ علم آپ کے ارشادات کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

خاتمیت محمدیّہ کے بارے میں آپ کا واضح موقف

حضرت مولوی صاحب موصوف کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ [علیہ وسلم] کی خاتمیّت کے بارے میں سابق علماء محققین کے بیانات کی روشنی میں آپ نے نہایت واضح موقف اختیار فرمایا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ چونکہ چودھویں صدی کے سر پر آنیوالا مجدّد امام مہدی اور مسیح موعود بھی تھا اور اُسے امتی نبوت کے مقام سے سرفراز کیا جانے والا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی خاص مصلحت سے حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کو خاتمیّت محمدیہ کے اصلی مفہوم کی وضاحت کے لئے رہنمائی فرمائی اور آپ نے اپنی کتابوں اور اپنے بیانات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیّین ہونے کی نہایت دلکش تشریح ذکر فرمائی ہے بلاشبہ آپ کی کتاب تحذیر الناس اس موضوع پر خاص اہمیّت رکھتی ہے مگر دوسری کتابوں کے بیانات بھی اس بارے میں بہت شاندار ہیں۔ ان بیانات سے جہاں حضرت مولوی صاحب موصوف کا تبحرّ علمی نمایاں ہوتا ہے۔ وہاں آپ کی آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم سے بے پایاں محبت اور عشق کا بھی اظہار ہوتا ہے یوں نظر آتا ہے کہ آپ کوئی ایسا نظریہ، عقیدہ یا تفسیر و تشریح ماننے کے لئے تیار نہیں جس سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ارفع شان میں کسی قسم کا نقص یا کمی لازم آتی ہو۔ یقیناً سچے عشاق رسولؐ کی یہ بدیہی علامت ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے اسی پاک جذبہ کے ماتحت خاتمیت محمدیہ کی تشریح فرمائی ہے۔

میں نے خاتمیت محمدیہ کے بارے میں حضرت مولوی صاحب کے نظریہ پر حاوی ہونے کے لئے آپ کی تصنیفات کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں اسے بلاکم وکاست محققین کے سامنے رکھتا ہوں۔ توقع ہے کہ اہل علم انصاف مزاج اصحاب اس تحقیق سے فائدہ اٹھائیں گے اور حضرت مولوی صاحب موصوف کی خداداد علمی قابلیتوں کے پیش نظر خاتمیت محمدیہ کے پیش کردہ حقیقی مفہوم کو اپنائیں گے۔

آپ کے موقف میں ایک جدت ہے

حضرت مولوی صاحب کو خود بھی یہ احساس تھا کہ میں عوام الناس بلکہ سابق مفسرین وغیرہم کے مسلک سے کچھ اختلاف کرتے ہوئے نیا واضح موقف پیش کر رہا ہوں۔ اسی لئے آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"جیسے مفسران متاخر نے مفسران متقدم کا خلاف کیا ہے۔ میں نے بھی ایک نئی بات کہہ دی تو کیا ہوا۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۱۴)

پھر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا۔" (تحذیر الناس صفحہ ۲۹)

پہلوں سے اس قسم کے علمی اختلاف کو حضرت مولوی صاحب موصوف نہ صرف روا رکھتے ہیں بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اس قسم کے دقائق و نکات کا دروازہ اگر بند سمجھا جائے اور باب اجتہاد کو مسدود قرار دیا جائے تو یہ اسلامی روح کے منافی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ورنہ ہمیشہ تک دقائق و نکات کا نکلتے چلے آنا جیسے بعض الفاظ حدیث مرفوعہ مثل لَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِي عَجَائِبُهُ۔ اس پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔" (تحذیر الناس صفحہ ۴۰-۴۱)

پس خاتمیت محمدیہ کے بارے میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے موقف میں یقیناً جدت ہے اور وہ ایسا موقف ہے کہ پہلے بہت سے بڑے لوگوں کے فہم میں نہیں آیا یا ان کی پوری توجہ اس طرف مبذول نہیں ہوئی۔ وہ مفہوم دقائق و نکات قرآنی میں ایک لطیف نکتہ ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے موقف کا خلاصہ

حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریرات پر

مجموعی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتمیت محمدیہ کے
بارے میں آپ کے مفہوم کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے نزدیک
اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان معنوں
میں خاتم النبیین قرار دیا ہے کہ آپ "قافلہ سالارِ انبیاء"
ہیں۔ آپ سب سے افضل نبی ہیں۔ آپ "موصوف بالنبوۃ
بالذات" ہیں اور باقی سب انبیاء "موصوف بالنبوۃ
بالعرض" ہیں۔ آپ سب نبیوں کے لئے "مصدرِ فیض" ہیں
اور باقی سب نبی "دریوزہ گرِ خاتم الانبیاء" ہیں۔ آپ
ایک رنگ میں خاتمیت زمانی کے بھی قائل ہیں مگر اصل
اور حقیقی مفہوم خاتم النبیین کا آپ کے نزدیک خاتمیت
مرتبی سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور اسی سے شانِ خاتم النبیین
نمایاں ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خاتمیت زمانی کے
مشہور مفہوم کو آپ نے درخور اعتناء نہیں سمجھا بلکہ
اس کی گونہ تردید فرمائی ہے۔

حضرت مولوی صاحب موصوف کے موقف کا یہی
خلاصہ ہے جس کی تفصیل خود ان کے اپنے الفاظ میں
آئندہ اقتباسات میں پیش کی جائے گی۔

خاتم الانبیاء اصل اور مصدرِ فیض ہے

حضرت مولوی محمد قاسم صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

(الف) "جملہ کمالات میں خاتم الانبیاء کو اصل
اور مصدر ماننا لازم ہے جس سے یہ
بات عیاں ہو جاتی ہے کہ عالم امکان
کمالات علمی ہوں یا کمالات عملی،
دونوں میں خاتم الانبیاء اصل اور
مصدر ہے اور سوا اس کے جو کوئی
کچھ کمال رکھتا ہے وہ دریوزہ گرِ خاتم
الانبیاء ہے۔"

(رسالہ قبلہ نما مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۶۲)

(ب) "وہ نبی جو صفت العلم سے مستفید ہو
اور بارگاہِ علمی تک بار یاب ہو تمام
سے مراتب میں زیادہ۔ اور رتبہ میں
اوّل، اور سب کا سردار۔ اور سب
کا مخدوم مکرم ہوگا۔ اور سب اس
کے تابع و محتاج ہوں گے اس پر مراتب
کمالات ختم ہو جائیں گے۔ اس لئے
وہ نبی خاتم الانبیاء بھی ضرور ہی ہوگا۔"

(مباحثہ شاہجہانپور مطبوعہ ۱۸۹۹ء مطبع مجتبائی
دہلی ص ۲۴)

(ج) "آپ موصوف بوصف نبوت بالذات
ہیں۔ اور سوا آپ کے اور نبی موصوف
بوصفِ نبوت بالعرض۔ اوروں کی
نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی
نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ
پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔
غرض جیسے آپ نبی الامت ہیں ویسے
ہی نبی الانبیاء ہیں اور یہی وجہ ہوئی
کہ بشہادت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ
مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ
مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ
مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ
وَلَتَنْصُرُنَّهٗ الخ۔ اور انبیاء

کرام علیہم السّلام سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کے اتباع اور اقتداء کا عہد لیا گیا۔" (تحذیر النّاس مطبوعہ مطبع مجتبائی صے۴)

(د) "الغرض اگر کوئی شخص نبی تھا تو آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور کوئی اور ولی تھا تو آپ سردار اولیاء ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں اعجاز علمی میں آپ کا ممتاز ہونا یعنی نزول قرآنی سے مشرف ہونا اس پر شاہد ہے کہ مراتب کمالات آپ پر ختم ہو گئے۔"

(رسالہ قبلہ نما صنا)

(ھ) "کمالاتِ انبیاءِ سابق اور انبیاءِ ماتحت کمالاتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے مستفاد ہیں۔" (تحذیر النّاس ص۳۹)

(و) "جناب رسالت مآب صلعم کی نبوّت تو ذاتی ہے اور سوا آپ کے اور انبیاء علیہم السّلام کی نبوّت عرضی ہے۔"

(آبِ حیات مطبع مجتبائی صن۲)

ان اقتباسات سے عیاں ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے نزدیک حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے خاتم النّبیین قرار پائے کہ آپ جملہ انبیاء کے لئے مصدرِ فیوض تھے اور سب نبی آپ سے فیضیاب تھے آپ کی نبوت ذاتی تھی اور باقی سب کی عرضی اور تابع۔ اسی بناء پر جملہ نبیوں کو حکم دیا گیا کہ آپ پر ایمان لائیں آپ کی اتباع کریں۔ اور آپ کی اقتداء کو اختیار کریں خاتمیت محمدیہ کا یہ وہ مرکزی مفہوم ہے جو حضرت مولانا کی تحریرات میں ہر جگہ جلوہ گر نظر آتا ہے۔

خاتمیت بمعنی افضلیت و کمال

حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نے ایک قطعی اور اصولی فیصلہ یہ فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں لفظ خاتم النّبیین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام مدح میں استعمال ہوا ہے اور مقام مدح میں اس لفظ کا استعمال افضل النّبیین کے معنوں میں ہی مستعمل قرار پا سکتا ہے نفیسلت کو تقدم یا تاخر زمانی سے کچھ واسطہ نہیں خاتمیت بمعنی افضلیت کے لئے جناب مولوی صاحب موصوف کے مندرجہ ذیل اقتباسات خاص توجہ کے قابل ہیں تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) "اوّل معنی خاتم النّبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے۔ تو البتہ خاتمیت باعتبار

تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا
ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات
گوارا نہ ہو گی۔" (تحذیر الناس صـ۳)

(۲) "جس میں اس صفت کا زیادہ ظہور
ہو جو خاتم الصفات ہو یعنی اس سے
اوپر اور صفت ممکن الظہور یعنی لائق
انتقال وعطائے مخلوقات نہ ہو۔ وہ
شخص مخلوقات میں خاتم المراتب ہو گا۔
اور وہی شخص سب کا سردار اور سب سے
افضل ہو گا۔"
(رسالہ انتصار الاسلام مطبوعہ ۱۹۰۱ء مطبع
مجتبائی دہلی صـ۴۵)

(۳) "پھر یہ اعجاز علمی، وہ بھی بمقابلہ اولین
و آخرین، اگر آپ کی خاتمیت اور
یکتائی پر دلالت نہیں کرتا تو اور کیا
ہے؟ ایسا شخص اگر خاتم النبیین
نہیں تو اور کون ہو گا؟ اور ایسا
شخص سرور اولین و آخرین نہیں تو
اور کون ہو گا؟ (رسالہ قبلہ نما صـ۸)

(۴) "وجہ خاتمیت یہی ہے کہ وہ علم خداوندی
سے بے واسطہ مستفید ہے اور علم پر
صفات حاکمہ کا اختتام ہے۔"
(قبلہ نما صـ۶۱)

(۵) "قافلۂ انبیاء ایک قافلہ سفارت ہے
یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام
کو پیغامبر اور رسول کہتے ہیں اور وجہ
اس کہنے کی یہی ہوتی ہے کہ وہ پیغام
خداوندی پہنچاتے ہیں اور احکام
خداوندی لاتے ہیں۔ مگر جب قافلۂ
انبیاء کو قافلۂ سفارت کہا تو لاجرم
ان میں کوئی قافلہ سالار ہو گا.....
اور اس وجہ سے وہ سب میں افضل
بھی ہو۔ اور سب کا سردار بھی ہو۔
اور سب کا خاتم بھی ہو۔ (قبلہ نما صـ۶۳)

(۶) "جب کمال علمی اور کمال عملی دونوں
میں آپ یکتا نکلے تو پھر آپ خاتم
نہ ہونگے تو اور کون ہو گا؟ (قبلہ نما صـ۶۴)

(۷) "آپ تمام انبیاء کے قافلہ سالار اور
سب رسولوں کے سردار۔ اور سب
میں افضل اور سب کے خاتم ہیں۔"
(مباحثہ شاہجہانپور مطبع مجتبائی ۱۸۹۱ء صـ۲۳)

(۸) "وجہ انحصار نجات یہی ہے کہ رسول
اللہ صلعم تمام انبیاء کے سردار اور
سب سے افضل ہیں۔" (مباحثہ شاہجہانپور صـ۳۲)

(۹) "جو سب کا سردار ہو گا۔ وہ سب کا
خاتم ہو گا کیونکہ وقت مرافعہ بادشاہ
کا حکم سب میں آخر رہتا ہے یہ اسکی
خاتمیت حکومت خاص اسی وجہ سے
ہے کہ وہ سب کا سردار ہوتا ہے۔"
(مباحثہ شاہجہانپور صـ۴۷)

(۱۰) "جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ علم سے اوپر کوئی ایسی صفت نہیں جس کو عالم سے تعلق ہو تو خواہ مخواہ اس بات کا یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمام مراتبِ کمال اسی طرح ختم ہو گئے جیسے بادشاہ پر مراتبِ حکومت ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جیسے بادشاہ کو خاتم الحکام کہہ سکتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم الکاملین اور خاتم النبیین کہہ سکتے ہیں۔"
(رسالہ حجۃ الاسلام شائع کردہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند صفحہ ۴۵)

(۱۱) "سوائے آپ کے اور کسی نبی نے دعویٰ خاتمیت نہ کیا بلکہ انجیل میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ جہان کا سردار آتا ہے خود اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت عیسٰے خاتم نہیں۔ کیونکہ حسب اشارہ مثال خاتمیتِ بادشاہ خاتم وہی ہو گا جو سارے جہان کا سردار ہو۔ اس وجہ سے ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب میں افضل سمجھتے ہیں۔ پھر آپ کا خاتم ہونا آپ کے سردار ہونے پر دلالت کرتا ہے۔" (حجۃ الاسلام صفحہ ۴۵-۴۶)

(۱۲) "موصوف بوصف نبوت بالذات تو ہمارے رسول اللہ صلعم ہی ہیں۔ باقی اور انبیاء میں اگر کمالِ نبوّت آیا ہے تو جناب ختم مآب صلعم ہی کی طرف سے آیا ہے۔"
(تحذیر الناس صفحہ ۳۲-۳۳)

ان بارہ ۱۲ اقتباسات سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے نزدیک خاتم النبیین کے معنے سب نبیوں سے افضل، سب نبیوں سے کامل تر، سب نبیوں میں یکتا، اور سب نبیوں کو فیض بخشنے والے نبی کے ہیں۔ اور آپ کے نزدیک حضرت سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی مقام تھا۔ اسی کی وضاحت میں آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ایک جامع شعر لکھا ہے فرمایا ؎

جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوّت کے
کریں ہیں اُمتی ہونے کا یا نبی اقرار

(قصائد قاسمی مطبوعہ مطبع مجتبائی سنہ ۱۳۰۹ھ صفحہ ۵)

خاتم انبیاء باقی دینوں کا ناسخ ہے

جب خاتم النبیین کے معنے افضل الانبیاء قرار پا گئے تو اس کے دو لازمی نتیجے ہیں۔ اوّل یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سابقہ شرائع کی ناسخ ہو۔ اور آپ کی شریعت اور آپ کے دین کو منسوخ کرنے والا کوئی نبی نہ ہو۔ دوم یہ کہ آپ کی قوتِ افاضہ جملہ نبیوں سے بڑھ کر ہو اور

آپ کے امتی سب نبیوں کے امتیوں سے بڑھ کر درجات پانے والے ہوں کیونکہ درخت کی برتری - اس کے پھلوں سے اور استاد کی فضیلت اس کے کامل شاگردوں سے ثابت ہوتی ہے -

محققینِ امت کے ایک بڑے گروہ نے اسی بناء پر خاتم النبیین کے معنے ہی آخری شریعت لانیوالا قرار دیئے ہیں۔ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نے افضل الانبیاء ہونے کے اس لازمی نتیجہ کا بھی بار ہا اعلان فرمایا ہے یعنی آپ نے خاتمیت کی بناء پر رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو سابقہ شریعتوں کی ناسخ قرار دیا ہے - اور قرآنی شریعت کو ہمیشہ کے لئے قائم و دائم رہنے والی ٹھہرایا ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے - حضرت مولوی صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

(۱) "لاجرم دینِ خاتم الانبیاء ناسخ ادیانِ باقیہ اور خود خاتم الانبیاء سرورِ انبیاء اور افضل الانبیاء ہوگا۔" (قبلہ نما صـ۶۳)

(۲) "خاتم مراتبِ نبوت کے اوپر اور کوئی عہدہ یا مرتبہ ہوتا ہی نہیں - جو ہوتا ہے اس کے ماتحت ہوتا ہے اس لئے اس کے احکام اوروں کے احکام کے ناسخ ہونگے اوروں کے احکام اس کے ناسخ نہ ہونگے اور اس لئے یہ ضرور ہے کہ وہ خاتمِ زمانی بھی ہو - کیونکہ اوپر کے حاکم تک نوبت سب حکام ماتحت کے بعد میں آتی ہے اور اس لئے اس کا حکم اخیر حکم ہوتا ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے - پارلیمنٹ تک مرافعہ کی نوبت سبھی کے بعد میں آتی ہے یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ کسی اور نبی نے دعویٰ خاتمیت نہ کیا - کیا تو حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے کیا۔ چنانچہ قرآن و حدیث میں یہ مضمون بتصریح موجود ہے۔ سو آپ کے اور آپ سے پہلے اگر دعوئی خاتمیت کرتے تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کرتے مگر دعوئی خاتمیت تو درکنار انہوں نے یہ فرمایا کہ میرے بعد جہان کا سردار آنیوالا ہے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی خاتمیت کا انکار کیا - بلکہ خاتم کے آنے کی بشارت دی کیونکہ رب کا سردار خاتم الحکام ہوا کرتا ہے۔" (مباحثہ شاہجہانپور صـ۲۵)

(۳) "اس زمانہ میں یہی مناسب ہے کہ اتباع دین محمدی کیا جائے۔ کیونکہ اور دینوں کی میعادیں ختم ہوگئیں اور اب اسکا دین محمدی کا وقت ہے عذاب آخرت اور غضبِ خداوندی سے نجات اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے اتباع میں منحصر ہے۔"
(مباحثہ شاہجہانپور صـ۳۲)

(۴) "علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح

کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے عصر میں کوئی
نبی صاحب شرعِ جدید نہیں ہو سکتا
اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی
آپ کے ہم عصر ہو گا۔ وہ متبع شریعت
محمدیہ ہو گا۔[1]" (جواب دیگر از علماء لکھنؤ
ملحقہ رسالہ تحذیر الناس صـ۴۳)

(۵) "چونکہ شرع وے (خاتم الرسالۃ)
عام باشد پس دیگرے صاحبِ شرع
نہ باشد۔"[1] (قول بحر العلوم مولانا عبدالعلی
صاحب مندرجہ ملحقہ رسالہ تحذیر الناس صـ۴۴)

(۶) "بنی آدم میں حضرت خاتم اس صورت
میں بمنزلہ بادشاہِ اعظم ہوئے جیسا اس
کا حکم تمام اقالیم میں جاری ہوتا ہے
ایسا ہی حکم خاتم تمام عالم میں ہمارے
ہونا چاہیئے۔ ورنہ اس دین کو لیکر آنا
بیکار ہے۔" (رسالہ انتصار الاسلام
مطبوعہ ۱۹۰۱ء مطبع مجتبائی صـ۴۶)

ان حوالجات سے عیاں ہے کہ خاتمیت کے لئے نسخ ادیان
باقیہ کا جو لازم ہے وہ بھی ذات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
پر صادق آتا ہے اسی لئے آپ کو خاتم النبیین بمعنی آخری
شریعت لانے والا بھی مانا گیا ہے۔

---

[1] یہ ہر دو اقتباس براہ راست مولانا محمد قاسم صاحب
کے نہیں ہیں مگر ان کے مسلمات کے طور پر ان کے رسالہ
کے ساتھ شائع شدہ ہیں۔ (ابو العطاء)

خاتمیت محمدیہ بمعنی افاضۂ کمالات محمدیہ

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ خاتم النبیین کو افضل الانبیاء
ماننے کا ایک طبعی نتیجہ یہ ہے کہ آپ کے افاضۂ کمال
کو تسلیم کیا جائے۔ یہ افاضۂ کمال حضرت خاتم النبیین
کو بمنزلہ والد ثابت کرے گا۔ اور جملہ انبیاء کو آپ کی
معنوی اولاد۔ اس بارے میں حضرت مولانا محمد قاسم
صاحب نے نہایت واضح مسلک اختیار فرمایا ہے آپنے
لکھا ہے کہ خاتمیت ابوت معنوی کے ہم معنی ہیں۔
لفظ رسول اللہ سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم امتیوں کے باپ ہیں اور لفظ خاتم
النبیین کا یہ مفاد ہے کہ آپ نبیوں کے باپ ہیں
اس سلسلہ میں آپ کے مندرجہ ذیل اقتباسات قابل
توجہ ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

(الف) "سو جب ذات برکات محمدی صلعم
موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور
انبیاء باقی موصوف بالعرض۔ تو یہ بات
اب ثابت ہو گئی کہ آپ والد معنوی
ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں
بمنزلہ اولاد معنوی۔" (تحذیر الناس صـ۱۰-۱۱)

(ب) "لفظ مشیر تولد مومنین در رسول اللہ
کو لفظ مشیر تولد انبیاء (خاتم النبیین) سے
مقدم رکھا۔" (تحذیر الناس صـ۱۲)

(ج) جیسے خاتم بفتح التاء کا اثر اور نقش
مختوم علیہ میں ہوتا ہے۔ ایسے ہی
موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض

میں ہوتا ہے۔ حاصل مطلب آیۂ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا۔ کہ ابوت معروفہ تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں۔ پر ابوتِ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاءؑ کی نسبت بھی حاصل ہے انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے۔" (تحذیر الناس ص۱۰)

(د) "اگر فرض کیجئے آپؐ کے زمانے میں بھی اسی زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی وصفِ نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا۔" (تحذیر الناس ص۱۴)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ جناب مولوی محمد قاسم صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے افاضۂ کمال کے لحاظ سے نبیوں کا باپ قرار دیتے ہیں۔ اور ان سب کی نبوت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے افاضۂ کمال کا نتیجہ ٹھہراتے ہیں۔ اور اسے نبیٔ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی دلیل بیان فرما رہے ہیں۔

خاتمیّت بمعنی افضلیت اور آئندہ کے نبی

ہم پڑھ چکے ہیں کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے خاتمیّت محمدیہ کا مفہوم افضلیت لیا ہے اور اس کے ہر دو لازمی نتائج کو بصراحت بیان فرمایا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خاتم النبیین کے ہمعصر یا آپ کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو تو کیا اس سے خاتمیّت محمدیہ پر کسی قسم کی زد پڑتی ہے۔ مولانا موصوف نے اس کا بھی بڑی صراحت سے جواب دیا ہے تحریر فرماتے ہیں :-

(الف) "غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپؐ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپؐ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔" (تحذیر الناس ص۱۲)

(ب) "اگر خاتمیّت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوّت لیجئے۔ جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔" (تحذیر الناس ص۲۸)

ان دو عبارتوں سے واضح ہے کہ جو معنے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانیٔ مدرسہ دیوبند خاتم النبیین کے

سمجھتے ہیں ان کے رُو سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا بھی خاتمیّت محمدیہ کے منافی نہیں کیونکہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء موصوف بوصف النبوۃ بالذات ہیں۔ اور آپ کے سوا کوئی اور نبی بالذات اس وصف سے نہ متصف ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ اتصاف ذاتی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی مخصوص ہے آپ اس میں منفرد اور یکتا ہیں۔ اس لئے جملہ انبیاء خواہ پہلے ہیں خواہ پیچھے ہوں دریوزہ گرِ خاتم الانبیاء ہیں مولانا کی اصطلاح میں وہ سب آپ کے امتی اور تابع ہیں اسی لئے فرمایا ؎

"جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے
کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار"

(قصائدِ قاسمی ۵)

خاتمیّت زمانی اور امتی نبی کا امکان

اس جگہ طبعی طور پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امتی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور حضرت مولوی محمد قاسم صاحب اسے خاتمیّت محمدیہ کے منافی نہیں سمجھتے تو پھر اس خاتمیت زمانی کا کیا مطلب ہے جو آپ کی بعض تقریروں اور بعض کتابوں میں مذکور ہے؟ اور کیا اس کی موجودگی میں امتی نبی کا امکان درست ہو سکتا ہے؟

سو یاد رکھنا چاہیئے کہ خاتمیّت زمانی کا وہ عام مفہوم جو عوام کے خیال میں ہے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب اس سے اتفاق نہیں فرماتے جیسا کہ تحذیر الناس کے صفحہ ۳ پر آپ نے اس مفہوم کی واضح تردید فرمائی ہے۔ ہاں البتہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ان معنوں میں خاتم زمانی قرار دیا ہے کہ آپ نے اور نبیوں کی شرائع کو منسوخ فرمایا مگر آپ کی شریعت ابدالآباد تک قائم رہے گی۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"خاتم مراتب نبوت کے اوپر اور کوئی عہدہ یا مرتبہ ہوتا ہی نہیں۔ جو ہوتا ہے اس کے ماتحت ہوتا ہے اس لئے اس کے احکام اوروں کے احکام کے ناسخ ہونگے۔ اوروں کے احکام اس کے احکام کے ناسخ نہ ہوں گے اور اس لئے یہ ضرور ہے کہ وہ خاتم زمانی بھی ہو"

(مباحثہ شاہجہانپور ص۲۵)

پس معلوم ہوا کہ مولانا محمد قاسم صاحب کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم زمانی ہونا انہی معنوں میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت ناقابلِ تنسیخ ہے اور آپ تشریعی انبیاء میں سے زمانا بھی آخری نبی ہیں۔ خاتم زمانی کا یہی وہ مفہوم ہے جو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے ان معنوں سے مطابقت رکھتا ہے جو آپ نے خاتم النبیین کے بیان فرمائے ہیں۔ اس امر کی تائید مولوی صاحب موصوف کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے لکھتے ہیں کہ:۔ "آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت

موسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے۔ علاوہ بریں بعد نزول حضرت عیسےٰؑ کا آپ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے۔" (تحذیر الناس ص۳۴)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ مولانا محمد قاسم صاحب نے مباحثہ شاہجہانپور ص۲۵ کی مذکورہ بالا میں "ماتحت" صاحب عہدہ و مرتبہ کو خاتم مراتب نبوت کے منافی قرار نہیں دیا اور تحذیر الناس ص۳۴ میں مسیح موعود کو شریعت محمدیہ پر عمل کرنے والا قرار دیا ہے گویا آپ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انہی معنوں میں خاتم زمانی ہیں کہ آپ کی شریعت آخری ہے اب جو آئے گا۔ وہ آپ کے ماتحت ہوگا۔ اور آپؐ کی شریعت کے تابع ہوگا۔

کیا مولانا محمد قاسم صاحب حیاتِ مسیحؑ کے قائل تھے؟

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانیٔ مدرسہ دیوبند کا فقرہ "بعد نزول حضرت عیسےٰؑ کا آپؐ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے۔" (تحذیر الناس ص۳۴) اگرچہ مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت میں ممد ہے مگر اس سے ضمناً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا جناب مولانا موصوف حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ مانتے تھے؟ اگر وہ مانتے ہوں تو ہمارے نزدیک یہ ان کی اجتہادی غلطی ہوگی نہ کم نہ زیادہ۔ لیکن جہانتک میں نے جناب مولوی صاحب موصوف کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے ان میں حیاتِ مسیحؑ کی کوئی تصریح نہیں بلکہ اس کے برعکس آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

(۱) "حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جس قدر انبیاء ہوئے وہ سب مر گئے۔ جس قدر بادشاہ اس زمانہ سے پہلے ہوئے وہ سب مر گئے۔ بزور دین کوئی چھوٹتا تو انبیاء چھوٹتے۔ اور بزور دنیا کوئی بچتا تو بادشاہ بچتے۔"

(لطائف قاسمیہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص۲۲)

(۲) "اسی زمانے میں اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو چار و ناچار رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا اتباع کرنا پڑتا۔"

(مباحثہ شاہجہانپور ص۳۳)

ان دونوں عبارتوں سے عیاں ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے نزدیک جس طرح باقی انبیاء فوت ہو گئے تھے اسی طرح حضرت مسیحؑ بھی وفات پا گئے تھے۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ زندہ نہ تھے اسی طرح حضرت مسیحؑ بھی زندہ نہ تھے پس آپ وفاتِ مسیحؑ کے قائل تھے باقی رہا مسیح موعود کا تابع شریعت محمدیہ نزول کا ذکر، یا تو اسے عوامی عقیدہ کے تذکرہ کے طور پر سمجھا جائے اور یا یہ یقین کیا جائے کہ حضرت مولوی صاحب آنیوالے امتِ محمدیہ کے اس مسیح موعود کا ذکر فرما رہے ہیں جو بموجب حدیث نبوی و امامکم منکم امت کا ہی ایک فرد ہے۔

مولانا تجدد امثال اور ظلی نبی کے قائل ہیں۔

اہل تحقیق کے لئے یہ بات باعث مسرت ہے کہ مولانا محمد قاسم صاحب بانیٔ مدرسہ دیوبند کے عقائد میں یہ بات داخل ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اصلی ہیں اور باقی سب نبی ظلی۔ آپ حقیقت ہیں اور باقی سب مجاز۔ آپ ذاتی نبی

ہیں اور باقی سب آپ کے عکس نبوت۔ پھر مولانا محققین صوفیہ کی طرح تجدد امثال کے بھی قائل ہیں اس کیلئے جناب مولوی صاحب موصوف کی مندرجہ ذیل عبارات توجہ سے مطالعہ فرمائیں لکھتے ہیں کہ:-

(۱) "اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں پر کسی نبی میں وہ عکس اسی تناسب پر ہے جو جمال کمال محمدی میں تھا اور کسی نبی میں بوجہ معلوم وہ تناسب نہیں رہا..... اس صورت میں اگر اصل وظل میں تساوی بھی ہو تو کچھ ہرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت پھر بھی ادھر رہے گی۔" (تحذیر الناس صـ۳۳)

(۲) "اہل فہم پر روشن ہے کہ زمانہ ایک حرکت ارادہ خداوندی ہے اور یہی وجہ ہے کہ محققین صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ تجدد امثال کے قائل ہوئے۔" (تحذیر الناس صـ۲۰)

(۳) "جیسے اس عالم میں دو جمال ایک تناسب کے نظر نہیں آتے اگرچہ فی حد ذاتہ ممکن ہو ایسے ہی دو کمال نبوت بھی ایک تناسب کے عالم میں معلوم نہیں ہوتے ہاں جیسے آئینہ میں عکس جمال کا تناسب بھی وہی ہوتا ہے جو اصل جمال کا تناسب۔ ایسے عکوس کمال نبوت کا تناسب بھی وہی ہوگا جو اصل کمال کا تناسب ہے۔" (تحذیر الناس صـ۳۲)

ان عبارتوں سے ظاہر ہے کہ جناب مولوی محمد قاسم صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اصل قرار دے کر جملہ انبیاء کو آپ کا عکس قرار دیتے ہیں اور محققین صوفیاء کے مسلک کے مطابق وہ تجدد امثال کے بھی قائل ہیں۔ اور عکوس کمال نبوت میں کمی بیشی کو بھی جاری سمجھتے ہیں گویا انبیاء سابقین کے امثال رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے فیضیاب ہو کر عکوس کمال نبوت کے طور پر امت محمدیہ میں ظاہر ہو سکتے ہیں اور اس طرح امت محمدیہ کا بلند مرتبہ بھی نمایاں ہو سکتا ہے۔

لفظ خاتم و ختم کا عمومی استعمال

جناب مولوی محمد قاسم صاحب کی تحریرات سے یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ آپ خاتم النبیین کے معنے افضل النبیین مانتے ہیں اور اس قسم کے مرکب اضافی کو مقام مدح میں ہر جگہ افضل اور کامل کے معنوں میں ہی سمجھتے ہیں۔ ذیل میں چند ایک عام حوالہ جات مولوی صاحب موصوف کی کتابوں سے درج کئے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ مولانا موصوف نے خود بھی بعض دوسرے لوگوں کے لئے اور بعض دوسرے لوگوں نے آپ کے متعلق لفظ خاتم یا ختم کامل اور کمال کے معنوں میں ہی استعمال کیا ہے گویا یہ عام محاورہ ہے حوالہ جات حسب ذیل ہیں:-

جناب مولوی محمد قاسم صاحب لکھتے ہیں:-

(۱) "مؤلف تحفہ حجۃ اللہ فی العالمین خاتم المحدثین والمفسرین عمدۃ المتکلمین زبدۃ المناظرین مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کے نام کے سنی تو دیوانے ہیں بلکہ شیعہ بھی۔" (ہدیۃ الشیعہ صـ۴)

(۲) "مصنف شیخ جلال الدین سیوطی خاتمۃ المحد

اور خلاصۃ المفسرین ہیں۔" (ہدیۃ الشیعہ صلا۲)

(۳) جناب مولوی صاحب موصوف کے رسالہ اسرار قرآنی میں ناشر نے لکھا ہے :"خاتم المفسرین حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی" (رسالہ اسرار قرآنی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی اگست ۱۹۰۳ء صا)

(۴) جناب مولوی صاحب موصوف کے رسالہ حجۃ الاسلام کے دیباچہ میں آپ کو "حضرت خاتم العلماء" لکھا ہوا ہے (حجۃ الاسلام مطبوعہ دیوبند صہ۲)

(۵) جناب مولوی صاحب کی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ:- "مہمان نوازی مولوی صاحب پر ختم ہے" (سوانح عمری مولانا محمد قاسم صاحب مؤلفہ مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی مطبع مجتبائی دہلی ۱۸۹۷ء صہ۱۳)

(۶) جناب مولوی محمد قاسم صاحب نے خود ہجو ملیح کے طور پر تحریر فرمایا ہے :-

(الف) "تاریخ دانی اور راست بیانی مولوی صاحب (شیعی عالم) پر ختم ہے" (ہدیۃ الشیعہ صہ۱۵۶)

(ب) "ہم کو یہ گمان تھا کہ شیوہ دروغ بندی زمانہ سابق کے علماء شیعہ پر ختم ہو چکا۔ مگر غنیمت ہے کہ ان کے خلف الرشید اب تلک بہت باقی ہیں" (ہدیۃ الشیعہ صہ۵)

ان استعمالات سے ظاہر ہے کہ لفظ ختم یا خاتم جب مقامِ مدح میں استعمال ہو۔ بالخصوص جب لفظ خاتم مضاف ہو تو مقامِ مدح میں اس کا استعمال صرف افضل اور اکمل فرد کے معنوں میں ہوتا ہے۔

پس قرآن مجید میں لفظ خاتم النبیین کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں استعمال ہونے سے قطعی اور یقینی طور پر طے ہو جاتا ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نبیوں کے افضل اور اکمل فرد ہیں۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور خاتمیت محمدیہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اپنے بیانات میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا اتباع فرمایا ہے۔ دونوں جگہ خاتمیت محمدیہ کی تشریح قریباً یکساں ہے قارئین کرام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کی تشریحات کے ساتھ ساتھ اس جگہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کا ایک بیان بھی ملاحظہ فرمائیں۔ شاہ ولی اللہ اکیڈیمی حیدر آباد (پاکستان) کے ماہنامہ الرحیم نے حضرت شاہ صاحب موصوف کا مذہب بایں الفاظ شائع کیا ہے لکھا ہے :- "اس مقام (مقام نبوت) سے اوپر ایک اور مقام آتا ہے یہ مقام جامع جمیع خصوصیات و فضائل مختلفہ ہوتا ہے۔ جو انسانیت کا نقطۂ کمال اور منتہائے عروج کہلاتا ہے اصطلاح میں اس مقام کو "مقامِ ختمِ نبوت" کہتے ہیں :.... حضرت عیسٰے علیہ السلام نے (بشمولہ) جو انبیاء تشریف لائے۔ ان کی دعوتیں محدود تھیں اور ضرورت تھی کہ ہدایتِ عظمٰی کے مقام جامع جمیع حسنات و فضائل پر کسی کو فائز کیا جائے اور ختمِ نبوت کا تاج اس کے سر پر رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے خاندانِ بنو ہاشم کے ایک دُرِ یتیم کو سرفرازی بخشی اور مقامِ ختمِ نبوت پر فائز کیا۔ اور وہ تمام خوبیاں اور صفات و فضائل اور وہ تمام صلاحیتیں جو انبیاء سابقین میں جُدا جُدا تھیں شخصیت واحدہ میں

جمع فرما دیں ؎

حسنِ یوسف، دمِ عیسےٰؑ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جسقدر بھی احوال و مراتب انسانیہ ہو سکتے تھے ۔ رب اس مقام کے نیچے آئے اس سے اُوپر اور اس کے بعد کوئی مقامِ فضل و کمال نہیں"۔ (مجلۃ الرحیم اگست ۱۹۶۴ء صفحہ ۴۲)

نبی الانبیاء کا مقابلہ دجال الدجالین سے

حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تحریر فرماتے ہیں :-

"اس حساب سے جیسے رسول اللہ صلعم نبی الانبیاء ہیں چنانچہ آیت وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ اس پر اول دلیل ہے اور اسی وجہ سے انبیاء آپ کے مبشّر ہوئے ۔ ایسے ہی دجالِ موعود بھی دجال الدجال ہو گا۔
(آبِ حیات صفحہ ۱۹۹)

جناب قاری محمد طیّب صاحب موجودہ مہتمم دار العلوم دیوبند نے بھی اپنی کتاب میں اس بارے میں صراحت سے لکھا ہے کہ

"دجالِ اعظم کا اصل مقابلہ ذاتِ بابرکات نبوی سے ہے کہ آپ تمام قرون دنیا کے خاتم کمالات ہیں اور وہ خاتمِ فسادات ۔ آپ عبدیت مجسم ہیں اور وہ رعونت مجسم ..... اس کے عمیق دجل و فساد کا مقابلہ محض نبوت کی طاقت نہ کر سکتی تھی جبتک کہ اس کے ساتھ خاتمیت کی بے پناہ قوت نہ ہو"۔ (کتاب تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۲۲۶)

اب سوال یہ ہے کہ دجالِ اعظم کے مقابلہ کے لئے کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے خروج تک بجسدہٖ باقی رکھا جا سکتا یا ازروئے قرآن و حدیث اس کے لئے کوئی اور صورت مقدر تھی؟ اس بارے میں جناب قاری محمد طیّب صاحب موصوف کی مذکورہ بالا کتاب کی عبارتِ ذیل نہایت واضح ہے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"اس صورت میں (یعنی آنحضرت کے صدیوں باقی رکھا جانے کی صورت میں ۔ ناقل) نہ امت کے کمالات کھلتے نہ ختم نبوت کی بے پناہ طاقت واضح ہوتی جس سے یہ واضح ہو سکتا کہ ذاتِ بابرکات خاتم مطلق کی رب سے مکمل روحانیت اور بے انتہا مکمل انسانیت جس طرح اگلوں کو فیض روحانیت پہنچا رہی تھی اسی طرح وہ پچھلوں میں تکمیل کمالات کا کام کر رہی ہے اور وہ ان محدود روحانیتوں کی مانند نہیں ہے جو دنیا میں آئیں اور گذر گئیں ۔ اور امتوں میں کوئی ان کا نقشِ قدم باقی نہ رہا ۔ لیکن پھر سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجالین کا اصلی مقابلہ تو خاتم النبیین سے ہے مگر اس مقابلہ کے لئے نہ حضور کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانا مناسب، نہ صدیوں باقی رکھا جانا شایانِ شان، نہ زمانہ نبوی میں مقابلہ ختم کرا دیا جانا مصلحت ۔ اور ادھر اس ختم دجالیت کے استیصال کے لئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی ۔ عام مجددین اور اربابِ ولایت اپنی پوری روحانی طاقتوں سے بھی اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکتے تھے جب تک کہ نبوت کی روحانیت مقابل نہ آئے بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اس وقت تک مؤثر نہ تھی جب تک کہ اسکے ساتھ ختم نبوت کی پاور شامل نہ ہو۔ تو

شکست دجالیت کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس دجّالِ اعظم کو نیست و نابود کرنے کے لئے امت میں ایک ایسا خاتم المجدّدین آئے جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو اور ساتھ ہی خاتم النبیّین سے ایسی مناسبت تامہ رکھتا ہو کہ اس کا مقابلہ بعینہٖ خاتم النبیّین کا مقابلہ ہو۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کی روحانیت کا انجذاب اسی مجدد کا قلب کر سکتا تھا جو خود بھی نبوت آشنا ہو۔ محض مرتبۂ ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجہ نبوت کی بھی برداشت کر سکے چہ جائیکہ ختم نبوت کا کوئی انعکاس اپنے اندر اتار سکے۔ نہیں بلکہ اس انعکاس کے لئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جو فی الجملہ خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہو تا کہ خاتم مطلق کے کمالات کا عکس اس میں اتر سکے اور ساتھ ہی اس خاتم مطلق کی ختم نبوت میں فرق بھی نہ آئے اس کی صورت بجز اس کے اور کیا ہو سکتی تھی۔ کہ انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کو جو ایک حد تک خاتمیت کی شان رکھتا ہو اس امت میں مجدد کی حیثیت سے لایا جائے جو طاقت تو نبوت کی لئے ہوئے ہو مگر اپنی نبوت کا منصب تبلیغ اور مرتبۂ تشریع لئے ہوئے نہ ہو۔ بلکہ ایک امتی کی حیثیت سے اس امت میں کام کرے اور خاتم النبیّین کے کمالات کو اپنے واسطے سے استعمال میں لائے۔“

(ص ۲۲۸ - ۲۲۹)

ہمیں جناب قاری محمد طیّب صاحب کی پیش کردہ صورت سے اس حد تک پورا پورا اتفاق ہے کہ حضرت خاتم النبیین کے افاضۂ کمال کے اظہار کی بہترین صورت یہی ہے کہ آپ کا خاتم المجدّدین ہی خاتم الدجالین کا مقابلہ کرنے والا ہو۔ اور وہ ”نبوّت آشنا قلب“ رکھنے والا انسان ہو۔ کوئی معمولی مجدد یا ولی نہ ہو۔ اس میں نبوت کی روحانیت ہو بلکہ اس کے ساتھ ختم نبوت کی طاقت بھی شامل ہو۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہو اور اسے جملہ فیوض آپ کی پیروی اور اتباع سے ہی حاصل ہوئے ہوں۔ ہمارے نزدیک قاری صاحب کی عبارت میں صرف ایک فقرہ ”انبیاء سابقین میں سے کسی نبی“ قابل تبدیل ہے کیونکہ یہ فقرہ ان کے پہلے حصۂ بیان کے بھی منافی ہے۔ جہاں آپ نے تسلیم فرمایا ہے کہ اس مقابلہ کی ایک غرض یہ ہے کہ تا ثابت کیا جائے ”کہ خاتم مطلق کی اکمل روحانیت“ پچھلوں میں (بھی) تکمیل کمالات کا کام کر رہی ہے۔“ نیز سابق نبی کی آمد صریح نصوص قرآنیہ کے بھی منافی ہے۔

پس ضروری ہے کہ حضرت خاتم النبیّین کا ایک امتی، خاتم المجددین، دجال اعظم کا مقابلہ کرے اور اپنی روحانی طاقت سے دجالی طلسم کو پاش پاش کر دے اس امتی کا کام خود بخود حضرت خاتم النبیّین صلے اللہ علیہ وسلم کا کام ہوگا کیونکہ وہ نور محمدی سے منور اور آپ ہی کے فیض سے فیض یاب ہے۔ خاتمیّت محمدیہ کی جلوہ گری اولین میں بھی ہوئی اور آخرین میں بھی ہوتی رہی اسی لئے حضور نے فرمایا۔

أَنَا سَيِّدُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ
مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْرَ - (الدیلمی)

کہ میں نبیوں میں سے پہلوں کا بھی سردار ہوں اور پچھلوں کا بھی سردار ہوں - اوّلین و آخرین انبیاء سب میرے ہی فیض سے فیض یاب ہیں -

جناب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں :-

"کمالاتِ انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت، کمالاتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے مستفاد ہیں۔"
(تحذیر الناس ص۳۹)

نیز فرماتے ہیں ؎

جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے
کریں ہیں اُمتی ہونے کا یا نبی اقرار
(قصائد قاسمی ص۵)

کلمۂ آخر

جماعت احمدیہ خاتم النبیین کے معنوں اور تشریح میں اسی مسلک پر قائم ہے جو ہم نے سطور بالا میں جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے حوالہ جات سے ذکر کیا ہے۔ زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ایک اقتباس پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ حضور تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"عقیدہ کی رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جُدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جُدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں۔ صرف ظل اور اصل کا فرق ہے سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا۔"
(کشتی نوح ص۲۲-۲۳)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

خاکسار
ابو العطاء جالندھری
۷/۱۰/۶۴

حجرِ اسود اور معجزہ شق القمر کی حقیقت

رینجر ز ہفتم کا ایک انکشاف

(از قلم جناب شیخ عبد القادر صاحب فاضل لاہور)

یہ مقالہ علم ہیئت کے انکشافات کے پیشِ نظر لکھا گیا ہے۔ ایک خاص زاویۂ نگاہ سے حجرِ اسود اور معجزہ شق القمر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ علمائے دین و دانایانِ فطرت کو دعوتِ فکر ہے اس موضوع پر مزید روشنی ڈال کر مستفیض کریں۔ (عبد القادر)

قرآنِ حکیم نے رمی شہب کا عظیم الشان فلسفہ یہ بیان کیا ہے کہ یہ آسمانی نظارہ شیاطین کی ہلاکت کا ایک نشان ہے۔ قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آسمانی انقلابات کائناتِ عالم میں جہاں مادی اثرات ڈالتے ہیں وہاں ان سے روحانی اثرات اور تغیرات بھی مترتب ہوتے ہیں۔ سائنس صرف مادی اثرات سے بحث کرتی ہے۔ روحانی انقلابات کی نشان دہی ایک آسمانی کتاب ہی کر سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں قرآنِ حکیم کے فلسفۂ رمی شہب" پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ آپ نے بتایا کہ غیر معمولی سقوطِ شہب کا نظارہ کسی روحانی انقلاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عظیم الشان مامورین کی بعثت کے وقت ایسے نظارے عام طور پر دیکھنے میں آتے ہیں۔ جس طرح آسمانی بجلی جراثیم کی ہلاکت کا باعث ہے اسی طرح شہاب ثاقب کا غیر معمولی انتشار شیاطین کی ہلاکت کا نشان ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر ایک خاص "رمی شہب" کا ذکر قرآنِ کریم میں مَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا (سورۃ جن) کے الفاظ میں موجود ہے۔ ہرقل نے بھی شہب ثاقبہ کے اس غیر معمولی انتشار کو شہنشاہِ عرب کی بعثت کا آسمانی نشان سمجھا تھا۔

شق القمر کا معجزہ بھی چاند کی سطح پر کسی آسمانی جرم کے گرنے کا نتیجہ ہے اس حادثۂ عظیمہ کی تاریں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی انگشتِ مبارک سے وابستہ کر دی گئیں۔ اور اس طرح آپ کی انگلی اٹھنے پر شقِ قمر کا نشان معجزہ بن گیا جس کا نظارہ ان لوگوں نے جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے تھے پردۂ کشف یا روحانی ٹیلی ویژن پر دیکھا۔

رمی شہب کے قرآنی فلسفہ کے پیشِ نظر حجرِ اسود

اور معجزہ شق القمر کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے

حجرِ اسود کی حقیقت

علامہ سراج الدین ابن الوردی نے اپنی کتاب "خریدۃ العجائب و فریدۃ الغرائب" میں حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت درج کی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط ہوا۔ تو اس وقت آسمان سے ایک پتھر گرا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اسے اٹھا کر کعبۃ اللہ میں ضم کر لیا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس گھر کا حج کیا۔

اس حدیث سے یہ امر ظاہر ہے کہ حجرِ اسود شہب ثاقبہ کا ایک ٹکڑا تھا جو کہ آدم علیہ السلام کے وقت میں زمین پر نازل ہوا۔ ہبوطِ آدم کے موقعہ پر جب بظاہر ذریتِ ابلیس فتح کے نقارے بجا رہی تھی۔ سقوطِ شہب کے ذریعہ شیاطین کی ہلاکت کا آسمانی نظارہ دکھایا گیا۔ اس رمی شہب کا ایک ٹکڑا زمین پر گرا۔ کالے رنگ کا یہ وہ پتھر ہے جو کہ خدا تعالےٰ کے اوّلین گھر کے لئے کونے کا پتھر بنایا گیا۔ یہ پتھر شیاطین کا سر توڑنے کے لئے ایک واضح نشان تھا۔ اور ایک بدیہی علامت۔ زبورِ داؤد اور بشارتِ انجیل میں لکھا ہے۔ جو اس کونے کے پتھر پر گرے گا۔ وہ چکنا چور ہو جائے گا۔ اور جس پر وہ گرے گا اسے بھی وہ نیست و نابود کر دے گا۔ خدائی منشاء کے مطابق آسمان سے گرنے والا یہ شہاب کعبۃ اللہ کی دیوار میں محفوظ کر لیا گیا۔ اب رہتی دنیا تک شیاطین کی ہلاکت کی یہ ایک علامت اور نشان (Symbol) بنا رہے گا۔

مصر کے علمائے آثارِ قدیمہ نے بھی حجرِ اسود کے ملاحظہ کے بعد یہی رائے دی ہے کہ یہ شہابِ ثاقبہ کا ایک ٹکڑا ہے۔

حجرِ اسود کو ہم والہانہ رنگ میں اظہار تعشق کے لئے بوسہ کیوں دیتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ یہ پتھر ابلیس کے اوّلین حملہ کا توڑ ہے آدم کے ذریعے جو روحانی انقلاب پیدا ہوا۔ اس کی علامت ہے اور اس "بیت العتیق" کے کونے میں نصب ہے جو کہ دُنیا میں ہدایت و رُشد کی بنیاد اور منبع ہے یوں سمجھیئے کہ روحانی محل کے کونے کا پتھر حجرِ اسود ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اسے شعائر اللہ میں داخل کر کے اس کو نسلِ انسانی کے لئے محترم بنا دیا اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ صدیاں بیت گئیں۔ انبیاء اولیاء اور صلحاء اسے بوسہ دیتے چلے آئے ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر اس پتھر کو بوسہ دیتے ہیں یوں تو معشوقِ حقیقی کے گھر کا ہر کنکر ہمیں پیارا ہے لیکن حجرِ اسود چونکہ اس روحانی محل کی اساس ہے جس میں ساری نسلِ انسانی نے جمع ہونا تھا۔ اس لئے اس ان گھڑے پتھر سے ہمیں والہانہ پیار ہے اس پیار کی وجہ یہ ہے کہ اس پر انبیاء، اولیاء اور صلحاء کے بوسوں کے نشان ہیں۔ یہ پیار آدم سے لے کر نوعِ انسانی میں نسلاً بعد نسلٍ منتقل

ہوتا رہا۔ تا آنکہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس پتھر کو بوسہ دے کر اسے ہمیشہ کے لئے محترم بنا دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بیت اللہ خدا کا گھر ہے اور حجرِ اسود اس کے آستانہ کا پتھر ہے ....
حج کرنے والے اس پتھر کو خدا کے آستانے کا پتھر تصور کر کے بوسہ دیتے ہیں۔" (چشمۂ معرفت صـ۹۲)

شق القمر کی حقیقت

اب شق القمر کے خارق عادت واقعہ پر غور کیجئے ......

حضرت آدم سے نبوت کا جو دور شروع ہوا۔ وہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ پر آکر اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد نبوت محمدیہ کا دور ہے جو کہ تا قیامت ممتد ہے جس کے ساتھ عظیم الشان روحانی انقلابات وابستہ ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایک قیامت تھی۔ صور پھونکا گیا۔ صدیوں کے مُردے زندہ ہو گئے۔ پرانی دنیا کی صف لپیٹ دی گئی۔ نئی دنیا اور نیا آسمان تخلیق ہوا۔ عرب کا روحانی انقلاب جس سرعت اور شان سے عالم پر محیط ہوا۔ دنیا آج تک محوِ حیرت ہے اور مورخین عالم انگشت بدنداں۔

سیّد الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد پر جہاں غیر معمولی سقوط شہب کا نظارہ آسمان پر دیکھا گیا۔ ہرقل بھی اس غیر معمولی نظارہ کو دیکھکر سوچ میں ڈوب گیا۔ عرب بھی ڈر گئے کہنے لگے کہ شاید آسمان کے لوگوں میں تہلکہ پڑ گیا ہے۔ وہاں رمی شہب کے نتیجہ میں کسی آسمانی جرم کے گرنے کے باعث شق القمر بھی ہوا۔ یہ نشان بھی حجر اسود کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر روحانی انقلاب کا پیش خیمہ تھا۔ بخاری شریف میں ابن مالک سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمیں نشان دکھائیں تو آپ نے ان کو انشقاق قمر کا نشان دکھایا۔ (کتاب المناقب)

اسی نشان کی طرف قرآنِ حکیم نے اِن پُر شوکت الفاظ میں توجہ دلائی ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا اٰیۃً یعرضوا ویقولوا سحرٌ مُّستمِر (۵۴/۲) قیامت یعنی انقلاب روحانی کی ساعت قریب ہے کیونکہ چاند میں انشقاق ہوا ہے جس کا نظارہ لوگوں نے دیکھا اور کافروں نے اسے سحر سے تعبیر کیا۔[1]

شق القمر کی حقیقت کیا ہے؟ میں اپنے ذوق کے مطابق یوں سمجھتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ

---

[1] اسی سورۃ کی آیت سَیُھزَمُ الجَمعُ ویولّون الدُّبُر بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھیٰ وامر۔ جنگِ بدر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وردِ زبان تھی جس سے ظاہر ہے کہ "الساعۃ" سے مراد یہاں وہ انقلاب ہے جو جنگِ بدر سے شروع ہو کر ساری دنیا میں پھیلنے کو تھا.....

علیہ وسلم کو اس ساعت کی خبر دے دی گئی۔ جب چاند میں کسی آسمانی جرم کے ٹکرانے کے نتیجہ میں ایک بہت بڑا انشقاق ہونے والا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انگشتِ مبارک اٹھانے کا حکم ہوا۔ آپ کی الٰہی طاقت سے بھری ہوئی انگلی کا اٹھنا تھا کہ آسمانی کنٹرول کا ایک سوئچ آن (switch on) ہوگیا۔ چاند کی سطح پر ایک مہیب آسمانی جرم آگرا جس کے نتیجہ میں ایک بہت بڑا انشقاق پیدا ہوا جس کے ساتھ غیر معمولی دخان کے باعث — ایک قسم کا چاند گہن بھی ہوگیا۔ یہ انشقاق کشفی نظر میں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی دیکھا اور آپ کے ارد گرد جو لوگ کھڑے تھے۔ انہوں نے بھی کشفی پردہ یا روحانی ٹیلی ویژن پر اس نظارہ کا مشاہدہ کیا۔ ہندوستان و دیگر ممالک کے بعض بزرگ بھی اس کشف میں شریک ہو گئے۔

یہ عظیم الشان دھماکہ نشان تھا اس امر کا کہ شیاطین کی ہلاکت کا وقت آن پہنچا ہے۔ کفر کی صف لپیٹی جانے کو ہے روحانی قیامت برپا ہونے والی ہے کیونکہ قرآن حکیم نے ہمیں بتایا کہ آسمانی شہب کے گرنے کا شیاطین کی ہلاکت اور انقلابات رُوحانی سے گہرا تعلق ہے۔ گویا غیر معمولی رمی شہب کے ذریعہ شیطان بلندی سے گرا دیا جاتا ہے۔ اور زمین ملائکۃ اللہ کی نیک تحریکات کی آماجگاہ بن جاتی ہے۔

آج سے چودہ سو سال قبل مکہ معظمہ میں نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی یہ وحی اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ صورِ اسرافیل کی آواز تھی جس کے بعد صدیوں کے مُردے زندہ ہو گئے عرب میں ایک انقلاب آگیا۔ اب یہ انقلاب ساری دنیا میں پھیلنے کو ہے۔ وہ پھیلتا گیا۔ پھیلتا گیا۔ یہاں تک کہ مشرق و مغرب خدا کے نور سے معمور ہو گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام معجزہ شق القمر کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو شق القمر ہے اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا ..... وہ صرف انگلی کے اشارہ سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی۔ وقوع میں آگیا تھا۔"

("آئینہ کمالات اسلام" ص ۲۶)

پھر شہاب ثاقبہ کا قرآنی فلسفہ یوں بیان فرماتے ہیں:

"بتوسط ..... جبرائیل علیہ السلام آخر الرسل صلے اللہ علیہ وسلم پر یہی ظاہر ہوا کہ ملائک کے اس فعل رمی شہب سے علت غائی رجم شیاطین ہے"

اسی مضمون میں دوسری جگہ فرمایا:-

"وحی قرآن نے ہم پر یہ عقدہ کھول دیا کہ اسقاط شہب سے ملائکہ کی غرض رجم شیاطین ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۳۰)

شق القمر اور سائنس گذشتہ ۳۵۰ سال میں گلیلیو کی دُوربین سے لیکر سوانچ اور پھر دوسو انچ دہانے کی دیو ہیکل دُوربینوں سے جب چاند کو دیکھا گیا۔ تو پتہ لگا کہ چاند کی سطح پر سینکڑوں میل چوڑی اور گہری غاریں ہیں جن کے دہانے پیالہ نما ہیں۔ پھر سینکڑوں میل لمبی دراڑیں اور شگاف ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ماضی میں چاند کی سطح پر عظیم الشان انشقاق پیدا ہوئے۔

چاند کے دہانوں یعنی craters کے متعلق دو نظریے قبول عام کا درجہ رکھتے ہیں بعض علماء تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خاموش آتش افشاں پہاڑ ہیں جو کہ منہ کھولے کھڑے ہیں۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ چاند میں ہوائی غلاف رہتا ہے اس لئے شہاب ثاقب یا آسمانی اجرام کے گرنے کی وجہ سے چاند کی سطح شق ہو گئی پیالہ نما دہانوں والی گہری اور کشادہ غاریں اور دراڑیں پیدا ہو گئیں۔

اب عام طور پر یہ مان لیا گیا ہے کہ شہاب ثاقب کی بمباری کے نتیجہ میں چاند کی سطح پر دہانوں والے غار پیدا ہو گئے۔

دُوربین کی مدد سے چاند کی سطح کا انشقاق مندرجہ ذیل صورتوں میں ہمیں دکھائی دیتا ہے:۔

۱۔ پیالہ نما دہانے ہیئت دان ان دہانوں کو craters کہتے ہیں۔ یہ بلند وبالا دیواروں والے غار ہیں۔ بڑے بڑے دہانے دو سو سے اُوپر ہیں۔ نیوٹن جو کہ جنوبی پول کے قریب ایک دہانہ ہے۔ ۲۹ ہزار فٹ گہرا ہے اس میں کوہ ہمالیہ کی بلند ترین چوٹی بڑی حد تک سما جائے گی کوپرنیکس ۱۷ ہزار فٹ گہرا ہے بعض کا ۱۸۰ میل کا محیط ہے۔ ان دہانوں کے قرب وجوار اور وسط سے روشنی کی لہریں پھوٹتی ہیں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض پرانے دہانے کسی زلزلہ یا شہاب ثاقبہ کی بوچھاڑ کے نتیجہ میں غائب ہو گئے اور بعض جگہ نئے دہانے پیدا ہو گئے لیکن یہ صورت بہت شاذ ہے۔ ایک آدھ مثال اس قسم کی ملتی ہے

۲۔ گہرے شگاف چاند کی سطح پر گہرے شگاف یا دراڑیں بھی نظر آتی ہیں۔ جیسے کوئی چیز ٹوٹ کر پھر مل جائے تو اس میں بال آجاتا ہے۔ اسی طرح چاند کی سطح پر شگاف نظر آتے ہیں جن کو ہیئت دان Cracks یا clefts کہتے ہیں۔ بعض شگاف ۵۰۰ فٹ گہرے ہیں اور سینکڑوں میل تک ممتد ہیں۔ پیٹرک مور کہتے ہیں۔

but there can be no doubt that most of the clefts are true cracks in the lunar surface.

اس میں کوئی کلام نہیں کہ بہت سی دراڑیں یا شگاف جو کہ چاند کی سطح پر نظر آتے ہیں اس کے حقیقی انشقاق ہیں۔

۳۔ دہانوں کی زنجیر چاند کی سطح پر ایک جگہ ایک لمبی زنجیر کی شکل میں ایک شگاف نظر آتا ہے۔ یہ دراصل ایسے دہانے ہیں۔

جن کے حلقے زنجیر کی صورت میں ایک دوسرے میں پیوست ہیں۔ ان صورتوں کے علاوہ تیز کناروں والے سوراخ اور گڑھے بے حد وحساب ہیں۔

اس مشاہدہ سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ چاند کی سطح آسمانی گولہ باری کی وجہ سے نہایت درجہ کٹی پھٹی ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ ماضی میں چاند پر عظیم دھماکے ہوئے جن سے اس کا سینہ فگار ہو گیا

پیٹرک مُور لکھتے ہیں:-

Truly, the moon has a troubled history.

حقیقتاً چاند کی تاریخ مہیب اور خوفناک حادثات سے پُر ہے۔

حال ہی میں امریکی راکٹ "رینجر ہفتم" چاند میں اُتر گیا۔ اترنے سے قبل ٹیلی ویژن کے کیمروں نے جو قریب کے فوٹو، دو لاکھ چالیس ہزار میل کی مسافت سے زمین پر بھیجے ان سے اس امر کی تصدیق ہو گئی ہے کہ چاند کے بعض مہیب دہانے یا غار کسی آسمانی جرم کے ٹکرانے کے باعث پیدا ہوئے۔ ان غاروں کے دہانوں میں ان چٹانوں کا سایہ بھی نظر آ گیا جو کہ اوپر سے گریں اور چاند کی سطح میں پھنس کر رہ گئیں۔ اور ان کے منتشر ٹکڑوں نے بکثرت سوراخ پیدا کر دیئے۔

چاند میں ایک مہیب غار کا نام اس کے جغرافیہ میں کوپرنیکس رکھا گیا۔ اسی علاقہ کے قرب و جوار میں امریکی راکٹ نے پرواز کی اور ۱۳۰۰ میل سے لے کر ایک ہزار فٹ کے فاصلہ سے چاند کے فوٹو زمین پر اس نے بھیجے۔ ان تصاویر سے اس امر کی تصدیق ہوگئی ہے کہ کسی آسمانی جرم نے چاند کے اس علاقہ کو شق کر دیا ہے۔

مشہور امریکی رسالہ "ٹائم" کی ایک اشاعت میں چاند کی تصاویر کے ساتھ ابتدائی تحقیق کی تفاصیل شائع ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کوپرنیکس کا وسیع و عریض غار اور اس علاقہ میں دوسرے سوراخ کسی شہاب ثاقب کے ٹکرانے کے نتیجہ میں پیدا ہوئے تھے۔

"ٹائم" کے مضمون میں ایک عالم فلکیات نے تصاویر کو دیکھ کر جو نتائج اخذ کئے وہ درج ذیل ہیں:

"تصاویر میں چاند کی سطح پر گڑھوں کا ایک مجموعہ ایسا نظر آتا ہے۔ جن کے کنارے اتنے تیز نہیں ہیں۔ جتنے دوسرے جناتی دہانوں کے ہوتے ہیں۔ جیسے ہی رینجر ہفتم چاند کے قریب ہوتا گیا۔ سوراخوں کا یہ گچھا بھی اپنے حجم میں بڑھتا اور پھیلتا گیا۔ اور ان میں سے ایک سوراخ ایسا بھی تھا جس کے کنارہ پر سیاہ رنگ کے نقطے نظر آرہے تھے۔ اس سے پیشتر چاند کی سطح پر ایسا نظارہ کبھی دیکھا نہ گیا تھا۔ اب خیال یہ ہے کہ یہ سوراخوں کا گچھا ایک مہیب شہاب ثاقب کے گرنے کی وجہ سے پیدا ہوا۔ جب وہ چاند کی سطح پر گرا۔ تو اس نے وہ عظیم غار پیدا کیا جس کا نام (ایک سائنسدان کے نام پر) کوپرنیکس رکھا گیا ہے"

جس کے اردگرد کا علاقہ کرنوں کی وجہ سے منوّر نظر آتا ہے
آج تک یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ تنویر ایسے مادے کی وجہ سے
ہے جس سے روشنی کی لہریں منعکس ہوتی ہیں ہیئت دان
کہتے تھے کہ یہ ایک قسم کا غبار ہے۔ لیکن اب پتہ لگا ہے
کہ یہ تنویر دراصل ان بہت بڑی تعداد میں پھیلی ہوئی
مہیب چٹانوں کی ہے۔ جو کہ شہاب ثاقب کے گرنے کی
وجہ سے اس علاقہ میں منتشر ہو گئیں ان کے گرنے کے
نتیجہ میں جو سوراخ پیدا ہوئے ان میں سے ایک میں سیاہ
رنگ کے جو نشان نظر آتے ہیں وہ دراصل ایک تین سو
فٹ نوکدار چٹان کا سایہ ہے۔ جو چاند کی سطح پر گر کر
اس میں پھنس کر رہ گئی۔ اور آج تک اسی حالت میں ہے۔"

(رسالہ ٹائم ۶۴/۹/۷)

اس انکشاف سے ظاہر ہے کہ چاند کی سطح پر کسی
زمانہ میں ایک عظیم دھماکہ ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے
چاند کا ایک حصّہ یعنی کوپرنیکس کا علاقہ شق ہو گیا۔ دوسرے
دہانے بھی اسی طرح پیدا ہوئے۔ پھر جگہ جگہ سینکڑوں میل
لمبی دراڑیں ہیں۔ جن سے پتہ لگتا ہے کہ ماضی میں چاند میں
عظیم الشان انشقاق ہوئے ہیں۔ سائنسدان یہ کہتے
ہیں کہ جب کوئی عظیم انشقاق ہوتا ہے تو اس کے ساتھ
چاند کی سطح دخان کے باعث نہایت درجہ غبار آلود ہو جاتی
ہے۔ وہ یہ مانتے ہیں کہ آج سے لاکھوں کروڑوں سال
قبل یہ انشقاق ہوئے ہیں لیکن قرآن حکیم کا دعویٰ ہے
کہ ایک عظیم الشان انشقاق جو کہ الساعۃ کا نشان
تھا۔ زمانہ تاریخ میں بھی ہوا ہے یعنی آج سے ساڑھے
تیرہ سو سال قبل چاند میں ایک مہیب دھماکہ ہوا جس کے
ساتھ نصف چاند گہنا گیا۔ یوں چاند دو ٹکڑے نظر آنے
لگا اور اصل انشقاق بھی بعض لوگوں کو معجزانہ رنگ
میں نظر آیا۔ مقام غور ہے کہ آج سے ۱۳۵۰ سال قبل
جب دوربین ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ قرآن حکیم یہ دعویٰ
کرتا ہے۔ کہ چاند کی سطح میں انشقاق ہوا۔ دوربین
کی ایجاد پر اور اب رینجرز ہفتم کے ذریعہ انسان نے
خود مشاہدہ کر لیا کہ ماضی میں چاند کی سطح پر آسمانی
اجرام کے گرنے کی وجہ سے عظیم انشقاق ہو چکے ہیں
جگہ جگہ دراڑیں اور شگاف موجود ہیں اور ان کے
اردگرد کا علاقہ سوراخوں سے اٹا پڑا ہے۔ جس سے
صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ چاند کی سطح شق ہوئی ہے۔
یہ مشاہدہ بتا رہا ہے کہ قرآن حکیم کا دعویٰ بہرحال سچا
ہے کہ ایک انشقاق زمانہ تاریخ میں بھی ہوا ہے
جس کے ساتھ چاند گہنا گیا۔ اور وہ دو ٹکڑے نظر آنے
لگا۔ چاند کی سطح پر شہاب ثاقب کے گرنے کا نظارہ
دوربین کی ایجاد کے بعد سائنس دان کئی دفعہ کر چکے
ہیں۔ چاند کے مہیب گہراؤ اور غاریں کب پیدا ہوئیں
ان کے متعلق ان کے اندازے لاکھوں کروڑوں
سال کے ہیں لیکن وہ زمانہ بھی قریب ہے۔ جب چاند
کی سطح پر انسان اتر جائے گا اور وہ چاند کے دھماکوں
کی عمر کا اندازہ کر سکے گا۔ اس وقت نزول قرآن
کے زمانے میں جو انشقاق ہوا۔ وہ ایک حقیقت ثابتہ
بن کر انسان کے سامنے آجائے گا۔

سائنسدانوں کے لئے اب شق القمر کے معجزہ
کو سمجھنا کوئی مشکل اور بعید از قیاس امر نہیں انہوں نے

خود مشاہدہ کر لیا۔ کہ چاند کا سینہ فگار ہے اور یہ سب کچھ آسمانی اجرام کے ٹکرانے کا نتیجہ ہے آج جس طرح ٹیلی ویژن کے پردہ پر چاند کے انشقاق نمایاں ہو گئے اسی طرح آج سے ۱۳۵۰ سال قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کشفی قوت نے اور الٰہی طاقت سے بھری ہوئی انگلی کے اشارہ نے اس انشقاق کو نمایاں کر دیا۔ جو کہ آسمانی جرم کے ٹکرانے کے باعث چاند میں پیدا ہوا۔ یہ نظارہ لوگوں کو اس کے صحیح وقت پر قریب کر کے دکھا دیا گیا۔ اور پھر اس دھماکہ کے نتیجہ میں دخان کے باعث جو ایک خاص قسم کا چاند گہن ہوا۔ وہ سب لوگوں نے دیکھا۔ کافروں نے کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے آج چاند پر جادو کر دیا ہے۔

ہیئت دان یہ کہتے ہیں کہ چاند پر جن دھماکوں کے نتیجہ میں عظیم دہانوں والے غار پیدا ہوئے۔ ان کی وجہ سے سطح کو دھواں دھار ہو جانا چاہیئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ زمانہ نبوی میں شق القمر کے نتیجہ میں چاند گہن بھی ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حقیقی گہن نہیں تھا بلکہ انشقاق کی وجہ سے دخانی کیفیت کے باعث نصف چاند تاریک ہو گیا تھا۔ گویا چاند کے دو ٹکڑے بادی النظر میں دکھائی دینے لگے۔

کلام الامام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقت شق القمر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اقتربت الساعۃ وانشق القمر نزدیک آگئی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند۔ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ روز ازل سے حکیم مطلق نے ایک خاصہ مخفی چاند میں رکھا ہوا تھا کہ ایک ساعت مقررہ پر اس کا انشقاق ہوگا۔۔۔ سو کیا عمدہ اور پُر حکمت اور فلسفیانہ اشارہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے آیت مندرجہ بالا میں فرما کر کہ چاند کے پھٹنے کی جو ساعت مقررہ اور مقدر تھی وہ نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے آگے بھی فرماتا ہے وکذبوا واتبعوا اھواءھم وکل امر مستقر۔ یعنی کفار نے چاند پھٹنے کو سحر پر حمل کیا۔ اور تکذیب کی مگر یہ سحر نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے ان امور یعنی قوانین قدرتیہ میں سے ہے جو اپنے وقتوں میں قرار پکڑنے والے ہیں۔" (سرمہ چشم آریہ)

دوسری جگہ فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اقتربت الساعۃ و انشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر یعنی قیامت نزدیک آئی اور چاند پھٹ گیا اور جب یہ لوگ خدا کا کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ایک پکا جادو ہے اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر ظہور میں نہ آیا ہوتا تو ان کا حق تھا کہ وہ کہتے کہ ہم نے تو کوئی نشان نہیں دیکھا اور نہ اس کو جادو کہا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوئی امر ضرور ظہور میں آیا تھا جس کا نام شق القمر رکھا گیا۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ایک عجیب قسم کا خسوف تھا "جس کی قرآن شریف نے پہلے خبر دی تھی ۔۔۔ اس صورت میں شق کا لفظ محض استعارہ کے رنگ میں ہوگا کیونکہ خسوف کسوف میں جو حصہ [illegible] (چشمہ معرفت صفحہ ۲۴۳)

خاتم النبیین کے معنوں میں تخصیص کیوں کی جاتی ہے؟

ایک مکتوب اور اس کا جواب

ضلع لائلپور سے ایک عزیز طالب علم نے لکھا کہ:-

"خاکسار آپ سے ایک سوال عرض کر رہا ہے۔ جس کا جواب ملنا انتہائی ضروری ہے۔ میں ایک احمدی طالب علم ہوں۔ ہمارے ہیڈ ماسٹر چاچڑاں شریف کے رہنے والے ہیں۔ اور ایک عالم شخص ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی عزت کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک سوال دیا۔ اور کہا کہ آپ کے امام صاحب کو بھی میں نے پیش کیا تھا۔ لیکن سب ساکت رہے جواب نہ مل سکا۔

وہ سوال یہ تھا۔ کہ جب آپ بھی یہ مان لیتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنے 'ختم کرنیوالا' ہے تو آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے۔ اور شریعت والا نہیں۔ یعنی تخصیص کیوں کرتے ہیں؟ یا تو بالکل بند کریں یا بالکل دروازہ کھولیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ جواب کہ دین کامل ہوگیا کافی نہیں۔ وہ حضرت مرزا صاحب کا حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ معنے لکھے ہیں کہ ختم کرنیوالا۔ دوسرے مرزا صاحب نے اپنے آپ کو (مجازی نبی) لکھا ہے۔ مجاز اور حقیقت ایک نہیں ہوسکتے۔ یہ سوالات انہوں نے چند لڑکوں کے سامنے مجھ سے پوچھے۔ میں نے وعدہ کیا کہ میں لکھ کر پوچھتا ہوں۔"

الجواب:-

آپ کا گرامی نامہ مرقومہ ۲۳ ۹/۶۴ ابھی موصول ہوا۔ جواباً گذارش ہے کہ لفظ "خاتم النبیین" دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ایک خاتم اور دوسرا النبیین۔ لفظ خاتم دو طرح پڑھا گیا ہے ایک تا کی زبر کے ساتھ اور دوسرا زیر کے ساتھ۔ اگر لفظ خاتَم ہو تو یہ اسم آلہ ہے اور اس کے معنے مُہر یا انگوٹھی کے ہیں اور اگر تا کی زیر کے ساتھ خاتِم ہو تو یہ اسم فاعل ہے اس کے معنے ختم کرنے والے یا مُہر لگانے والے کے ہیں۔ دوسرا لفظ "النبیین" ہے جو نبی کی جمع ہے۔ النبیین پر جو الف لام ہے۔ اسے استغراق کا بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ اور اسے عہد ذہنی کے لئے بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ پہلی صورت میں (بلا استثناء) سب انبیاء مراد ہونگے۔ مگر دوسری صورت میں خاص انبیاء مراد لئے جائیں گے۔

خاتم النبیین مرکب اضافی ہے اور عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی لفظ مرکب ہو جائے تو اس کا ایک خاص مفہوم ہو جاتا ہے جیسا کہ لفظ ابن السبیل ہے۔ یوں ابن کے معنے بیٹے کے ہیں

اور السبیل راستہ کو کہتے ہیں مگر ابن السبیل مرکب کے یہ معنے نہیں کئے جاتے کہ وہ راستے کا بیٹا ہے بلکہ ابن السبیل کے معنے مسافر کے ہیں۔ اسی طرح لفظ خاتم النبیّین کا عربی زبان کے محاورہ کے مطابق ایک خاص مفہوم ہے الگ الگ دونوں لفظوں کے جو معنے ہیں وہ مفہوم اس پر حاوی اور اس سے جامع ہے۔

خاتم النبیین کے الگ الگ لفظوں کے لحاظ سے چھ معنے ممکن ہیں۔ (۱) "سب نبیوں کی مُہر"۔ (۲) "خاص نبیوں کی مُہر" (۳) سب نبیوں پر مُہر کرنے والا"۔ (۴) "خاص نبیوں پر مُہر کرنے والے" (۵) "سب نبیوں کو ختم کرنے والا"۔ (۶) "خاص نبیوں کو ختم کرنے والا"۔ اب سوال یہ ہے کہ آیت قرآنی میں ان چھ امکانی معنوں میں سے کونسے معنی مراد لئے جائیں۔ بالخصوص جبکہ یہ بات بھی واضح ہے کہ مرکب اضافی کا لفظی ترجمہ نہیں کیا جاتا جیسا کہ میں نے ابن السبیل والی مثال ذکر کی ہے۔

مفسرین اور علمائے سلف نے اس لفظ کے مختلف معنے کئے ہیں۔ بہت بڑی اکثریت تو اس طرف گئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نئی شریعت لانے والے انبیاء میں سے آخری نبی ہیں۔ کچھ لوگوں نے خاتم النبیّین کے معنے اس کے مرکب اضافی ہونے کے لحاظ سے افضل النبیّین کئے ہیں۔

آپ کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ "خاتم النبیّین کا معنی ختم کرنے والا ہے تو آپ یہ کیونکر کہتے ہیں کہ بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے شریعت والا نہیں، یعنی تخصیص کیوں کرتے ہیں"۔

ان کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ بات ہم نہیں کہہ رہے بلکہ امت کے بہت بڑے بڑے بزرگوں نے پہلے سے یہ تخصیص کی ہے۔ ان بزرگوں میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی۔ نواب صدیق حسن خانصاحب بھوپالی۔ حضرت شیخ محی الدین صاحب ابن العربی اور دوسرے اکابر شامل ہیں۔ جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ النبیّین میں تخصیص کرنی ان کے لئے بھی ناگزیر ہے۔ ورنہ خود رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم بھی تو النبیّین میں شامل ہیں۔ کیا وہ یہ تسلیم کریں گے کہ رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو بھی ختم کرنے والے تھے؟ پس تخصیص کی ایک وجہ تو عقلی دلیل ہے اور دوسری وجہ علمائے امّت کا بہت بڑا تواتر ہے اور تیسری بڑی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں دس بارہ واضح آیات جیسا کہ اللّٰہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلا و من الناس (سورۃ الحج) نیز و من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیّین والصدّیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقًا (النساء ع ۹) اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا اُمتی مقامِ نبوت کو پا سکتا ہے۔ پھر ایک چوتھی وجہ مسلمانوں کا وہ عمومی اجماع ہے جو حضرت مسیحؑ کی آمدِ ثانی کے متعلق

سب فرقے ان کی آمد کے منتظر ہیں اور انکی دوسری بعثت کے وقت انہیں نبی قرار دیتے ہیں۔ گویا امّت کا مسیح موعود بہرحال نبی ہے وہ اسرائیلی سابق نبی ہو یا امتِ محمّدیہ کا انعام یافتہ فرد ہو اس کی نبوت مسلّم ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں خاتم النّبیّین کے معنوں میں تخصیص کرنا لازمی ہے۔

ہمارے صاحب علم بھائی کو یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ "نبیوں کو ختم کرنے" کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ کیا نبی مادی یا مجسم صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں موجود تھے کہ انہیں مادی طور پر ختم کیا جائے۔ نبی تو ایک روحانی مقام پانے والے کا نام ہے ان کو ختم کرنا ان کے مرتبے اور مقام سے بالا ہو جانے کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ اور ہر زبان کا یہی محاورہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی مرتبہ اور کمال میں انتہاء کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اسے خاتم قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ فارسی کا مشہور شاعر انوؔری بادشاہ کی تعریف میں کہتا ہے ؎

ختم شد بر او سخاوت بر من مسکیں سخن
چوں شجاعت بر علیؓ بر مصطفےٰؐ پیغمبری

اب اس شعر میں ختم کا جو مفہوم ہے اسی مفہوم میں رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کا ختم کرنے والا قرار دینا آپ کی شان کے عین مناسب ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اسی مفہوم میں فرمایا ہے ؎

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

پس ان معنوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کو ختم کرنے والا قرار دینا بالکل درست ہے مگر یہ بات کہ لفظ تو قرآن مجید کا لیا جائے اور معنے اسے پنجابی زبان کے پہنائے جائیں۔ درست نہیں۔

آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ "مرزا صاحب نے اپنے آپ کو مجازی نبی لکھا ہے۔ مجاز اور حقیقت ایک نہیں ہو سکتے"۔

ان کا یہ ارشاد لفظاً تو درست ہے مگر قاعدہ یہ ہے کہ مصنّف کی قائم کردہ اصطلاح کا وہی مفہوم لینا چاہیئے۔ جو اس نے خود مقرر کر دیا ہو۔ حضرت مرزا صاحب نے حقیقی نبی سے مراد صاحب شریعت نبی لیا ہے۔ اور امتی اور غیر تشریعی نبی کو آپ نے مجازی نبی ٹھہرایا ہے۔ یہ بات آپ کی کتب سراجِ منیر، ازالہ اوہام اور حقیقۃ الوحی میں مذکور ہے۔ جس طرح آپ نے اپنے آپ کو مجازی نبی لکھا ہے۔ اسی طرح آپ نے اپنے آپ کو مجازی اور طفیلی طور پر مسیح موعود اور مُلہم بھی قرار دیا ہے اور اس کی تشریح آپ نے یہ فرمائی ہے۔ کہ مجھے جو بھی انعام ملا ہے وہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی وجہ سے ملا ہے اور میں نے سب کچھ آپ کے طفیل پایا ہے۔

علاوہ ازیں خاتم النّبیّین بصورت مرکب اضافی از روئے محاورات عربی افضل النّبیّین کے معنوں کے لئے مخصوص ہے۔ مَیں نے بلادِ عربیہ میں اس بارہ میں بڑی تحقیق کے بعد علماء کے سامنے یہ سوال رکھا تھا کہ عربی محاورہ میں اس قسم کے مرکب اضافی کے معنے

بجز افضل اور اکمل فرد کے اگر ہیں تو کوئی محاورہ پیش کیا جائے مگر کوئی عالم مقامِ مدح میں استعمال ہونیوالے ایسے مرکب اضافی کی مثال نہیں پیش کر سکا۔

امید ہے کہ میری اس تشریح سے سائل حضرات کی تشفی ہو جائے گی۔ مَیں نے اس سلسلہ میں جناب مودودی صاحب کے رسالہ "ختم نبوت" کے جواب میں ایک مفصّل مضمون شائع کیا تھا۔ جواب کتابی صورت میں "القول المبین" کے نام سے چھپ چکا ہے میں اس کی ایک کاپی آپ کے نام بھجوا رہا ہوں۔ آپ اسے خود پڑھیں اور اپنے استاد اور رفقاء کو ضرور دیں۔ اگر اسے رکھنا چاہیں تو اس کی قیمت مع محصولڈاک پونے تین روپے مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ" کے نام بھجوا دیں۔ ورنہ آپ بعد مطالعہ کتاب واپس بھجوا دیں۔ امید ہے۔ کہ آپ اللہ تعالےٰ کے فضل سے پوری طرح خیریت سے ہونگے۔

خاکسار

ابو العطاء جالندھری ربوہ ۲۴ ۹/۶۴

چند دلچسپ اشعار

— حقّہ پانی —

دیکھ کر شانِ مسیحِ احمدی
دل عقیدت مند میرا ہو گیا
ساتھ ہی مُلّا کے فتوے کے طفیل
حقّہ پانی بند میرا ہو گیا

مشورہ

دین قائم ہے انہی کے نام سے
جو ہیں خارج حلقۂ اسلام سے
احمدی کافی ہیں دُنیا کے لئے
مولوی بیٹھے رہیں آرام سے

منبر کے غازی

وہ دیں گے گالیاں منبر پہ چڑھ کر
ملے گی داد ان کو ہر طرف سے
جہاں کو دینے والے درسِ اخلاق
نہیں پھولے سماتے اس شرف سے

جہاد

فتویٰ بازی ہے فرقہ سازی ہے
آج کل یوں جہاد کرتے ہیں
دفن کر کے تمام نبیوں کو
ابنِ مریم کو یاد کرتے ہیں

(ناجی سبزواری ربوہ)

مشرقی پاکستان میں اسلام کا آغاز

(مکرم جناب مولوی مصلح الدین صاحب بنگالی بی۔ اے۔ چٹاگانگ۔ مشرقی پاکستان)

آج سے قریباً چودہ سو سال قبل جب عرب کے ریگستان میں اسلام کا آفتاب طلوع ہوا۔ تاریخ عالم میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سرزمین عرب میں ایک روحانی انقلاب برپا ہو گیا۔ بیداری کی ایک لہر دوڑنے لگی۔ ابھی تین صدیاں پوری نہ ہوئی تھیں کہ اسلام کے فدائی اور جان فروش اس روشنی کو پھیلانے کے لئے دور دراز علاقوں میں پھیل گئے۔

بنگال کی سرسبز و شاداب سرزمین بھی ان مجاہدوں کے کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔ اس سرزمین نے ان مجاہدوں کی قدم بوسی کی۔ بنگال میں اسلام پھیلا۔ اور یہاں کے لوگ اس نور سے کیسے منور ہوئے یہ ایک طویل مضمون ہے۔ میں قارئین کی دلچسپی کے لئے صرف ابتدائی حالات بیان کرنے پر اکتفا کروں گا۔

عام طور پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے اور بادشاہوں کے زور تلوار نے اسلام کو پھیلایا ہے حالانکہ اس اعتراض میں کوئی حقیقت نہیں اگر حالات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اسلام اپنی اعلیٰ تعلیم اور دیگر روحانی خوبیوں کی وجہ سے پھیلا ہے۔ اس چیز کا اعتراف غیر مسلم احباب کو بھی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان ہندوستان میں بحیثیت فاتح اور حاکم کے بھی داخل ہوئے ہیں مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ مسلمان بادشاہوں نے فریضہ تبلیغ اور اسلام کی اشاعت کے لئے کوئی خاص شعبہ قائم نہیں کیا۔ وہ تو صرف دن رات حکومت کے بندوبست میں مصروف رہتے تھے۔ ہاں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ایک اور طبقہ مصروف عمل تھا۔ جن کو درویش اور فقیر کہتے ہیں۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کا کام زیادہ تر ان ہی مجاہدوں اور صوفی فقیروں نے کیا ہے۔

سکھ لیڈر گیانی شیر سنگھ جی لکھتے ہیں :-

"ہندوستان میں اسلام تلوار کے زور سے اتنا نہیں پھیلا جتنا کہ صوفی فقیروں نے پھیلایا ہے۔ فرید ایسے بے لاگ مسلمان بزرگ نے ہزاروں ہندو مسلمان بنائے۔ صوفی فقیر اپنی آزاد خیالی اور فراخ دلی کے باعث ہندوؤں میں اپنی محبت اور عقیدت کے بیج بو دیتے تھے۔ صوفی فقیروں پر کوئی الزام عاید نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے اسلام کی جو اشاعت کی ہے اس میں ان کے شخصی اخلاق، اسلام کی قدرتی سادگی اور ہندو مذہب کی کمزوری کا بڑا دخل ہے"

بنگال کی سرزمین میں بھی اسلام کی اشاعت و تبلیغ زیادہ تر ان صوفی فقیروں اور مجاہدوں کی وجہ سے ہوئی ہے اس کے علاوہ اس ملک میں سمندری راستوں سے مسلمان تاجر بھی آئے ہیں اور انہوں نے بھی اپنے مذہب کی تبلیغ کی ہے اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ چونکہ یہ لوگ اسلام کی محبت میں سرشار تھے اس لئے اس کی تبلیغ کرنا اپنا اولین فرض سمجھتے تھے۔ اس طرح وہ جدھر بھی گئے اور جہاں بھی قیام کیا اپنے دنیاوی کاروبار کے ساتھ تبلیغی فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔

اسلام کا داخلہ مشرقی پاکستان میں تین اطراف سے ہوا ہے:۔

اوّل۔ ضلع راجشاہی کی طرف سے۔ یہ ضلع ایک دریا کے کنارے واقع ہے۔

دوم:۔ چٹاگانگ کی طرف سے۔ جو کہ سمندر کے کنارے واقع ہے۔

سوم:۔ ضلع بوگرہ کی طرف سے۔ یہ بھی دریا کے کنارے واقع ہے۔

ضلع راجشاہی میں اسلام

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ مسلمان بنگال میں بارہویں صدی عیسوی میں پہنچے۔ جبکہ یہاں پر بدھ مذہب کا زور تھا۔ بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ مگر بعض قرائن اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا پیغام اس خطہ میں اس سے قریباً تین سو سال قبل پہنچ چکا تھا۔ آٹھویں صدی کے آخری حصہ میں بنگال سے عرب کا تعلق قائم ہو چکا تھا اس کے ثبوت میں ایک تاریخی واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ مسلمان اس علاقہ میں آٹھویں صدی کے آخری حصے میں پہنچ چکے تھے۔ ضلع راجشاہی بمقام **بہارپور** کے علاقہ میں ایک قدیم عربی سکہ دریافت ہوا ہے۔ یہ سکہ بدھ مذہب کے مرکز کے آثارِ قدیمہ میں ملا ہے یہ سکہ عباسیہ خاندان کے خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ کا ہے (۸۰۹ء۔ ۷۸۶ء) یہ سکہ ۷۸۸ء۔ ۱۷۲ھ میں **المحمدیہ** ٹکسال میں تیار ہوا۔

اس قدیم سکہ کی دریافت سے بنگال کی مسلم تاریخ کے ابتدائی دور پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ بدھ مت کے جانشینوں نے اس علاقہ میں تقریباً ۷۸۵ء سے لیکر ۸۲۰ء تک حکومت کی۔ اور یہی زمانہ خلیفہ ہارون رشید کا بھی تھا۔ اس سکہ سے اتنا ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلام کا تعلق بنگال سے نویں صدی میں ہو چکا تھا۔

چٹاگانگ میں اسلام

چٹاگانگ دریا کے کنارے واقع ایک قدیم بندرگاہ ہے، سرسبز شاداب علاقہ ہے۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اور قدرتی دلفریب مناظر باعثِ کشش ہیں۔ پرانے زمانے میں آمد و رفت کا ذریعہ کشتیاں ہی تھیں۔ لوگ دور دراز علاقہ میں سامانِ تجارت ان کشتیوں کے ذریعہ ہی لے جاتے تھے۔ دور دراز ملکوں کی سیاحت بھی انہی کشتیوں کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔ مسلمان تاجر و سیاح بھی انہی کشتیوں پر سفر کرتے تھے جس طرح پہلے پہل مسلمان تاجر اور سیاح سمندری اور دریائی راستوں سے سندھ۔ مالابار۔ جاوا، سماٹرا اور انڈونیشیا پہنچے اسی طرح بنگال میں بھی یہ لوگ پہنچے۔ ہندوستان

میں مسلمان حکومت کے قیام سے بہت عرصہ قبل ہی اسلام کی تبلیغ ان علاقوں میں پہنچ چکی تھی - تاریخ سے ثابت ہے ۸۰۰ء - ۹۰۰ء میں عرب تاجر لوگوں کا رابطہ بنگال سے ہو چکا تھا - عرب تاجر اس ملک میں اپنے سامانِ تجارت کے ساتھ آتے جاتے تھے - اس زمانہ میں چٹاگانگ کے علاوہ اور کوئی بندرگاہ موجود نہ تھی جہاں سے یہ لوگ اپنا سامان لا سکتے - چٹاگانگ ان تاجر لوگوں کا ایک قسم کا کیمپ ہوتا تھا - جہاں بعض اوقات کئی کئی ماہ تک قیام کرتے تھے - تاریخی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۰۰ء میں اراکان سے لے کر دریا میگنا ضلع کومیلہ تک عرب تاجروں کے بہت سے مرکز قائم ہو گئے تھے. اور اس علاقہ میں ان کی کافی تعداد موجود تھی .

اراکان چٹاگانگ کے جنوب مشرق میں واقع ہے - چٹاگانگ کی سرحدیں اس علاقہ کے ساتھ ملتی ہیں اراکان کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۰۰ء کے آخری حصہ میں جبکہ مہاتنگ چندرہ (Mahatoing Sandya 788 - 810 A.D) حکمران تھا - اس وقت عرب تاجروں کی بہت سی کشتیاں سمندر میں غرق ہو گئیں اور وہ اس قابل نہ رہے کہ دوبارہ سمندری سفر اختیار کر سکیں - راجہ کو ان لوگوں کی خستہ حالت دیکھ کر رحم آیا - تب اس نے ان لوگوں کو "شیا" نامی ایک گاؤں میں آباد ہو جانے کی اجازت دیدی - یہ تاجر مسلمان تھے -

یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمان ایک تنظیمی جماعت ہیں - تنظیم کے ساتھ زندگی گذارنے کے لئے ایک امام کا ہونا ضروری ہے - چنانچہ جہاں بھی یہ لوگ قیام کرتے تھے اپنا ایک امیر منتخب کر لیتے تھے - جو ان کی دیکھ بھال اور فلاح و بہبود کی کوشش کرتا تھا - بعض جگہ یہ مسلمان اچھے طاقتور ہو جاتے تھے تو ان کا امیر "سلطان" کے لقب سے ملقب ہوتا تھا - اس طرح سے ایک قسم کی چھوٹی سی حکومت قائم ہو جاتی تھی — دسویں صدی عیسوی میں چٹاگانگ میں اس قسم کی ایک چھوٹی سی حکومت قائم ہو چکی تھی - اس اسلامی مرکز کا امیر "سلطان" کے نام سے مشہور تھا - ایک وسیع علاقہ اس کے زیر نگران تھا .

۹۵۳ء میں اراکان کے راجہ رو شنگو سلطانگ چندرہ نے دیکھا کہ اس کے قرب میں ایک مسلم حکومت قائم ہو رہی ہے جو اس کے لئے ناقابلِ برداشت تھی - اس لئے اس نے مسلم سلطان سے جنگ شروع کر دی - اور چٹاگانگ کے مقام پر مسلم سلطان کو شکست دے کر جنگ بندی کا اعلان کر دیا - اس نے اپنی فتح کی یادگار کے طور پر پتھر کا ایک ستون نصب کیا - جس میں اراکانی زبان کا لفظ (چیتو کنگ) لکھوایا اور واپس چلا گیا - اراکانی زبان میں اس لفظ کے معنی ہیں (جنگ کرنا مناسب نہیں) یہی لفظ بعد میں صوتی تغیرات کے ساتھ چٹاگانگ بن گیا .

اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ دسویں صدی عیسوی میں چٹاگانگ میں اسلام کا آغاز ہو چکا تھا مشہور سیاح ابنِ بطوطہ ۱۳۴۶ء میں چٹاگانگ وارد ہوا تھا - اس نے یہاں پر بہت سے مسلمان دیکھے تھے اور ان سے ملاقات کی تھی - اسی طرح ۱۶۰۰ء

(Barboosa)
کے آغاز میں پرتگال کا ایک مشہور سیاح باربوسہ نے مشرقی پاکستان کی بندرگاہوں میں بہت سے عرب حبشی دیکھے تھے۔ یہ عرب حبشی بھی مسلمان تھے۔

علاوہ ازیں اس علاقہ میں اور بہت سے آثار پائے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ چٹاگانگ سے عرب کا تعلق بہت گہرا تھا۔ یہ تعلقات نہ صرف تجارتی تھے بلکہ سماجی اور تمدنی قسم کے بھی تھے۔ اس علاقہ میں ایک کافی تعداد ان خاندانوں کی ہے جن کا دعویٰ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد عرب نسل سے ہیں اور ایسا ہونا ممکن ہے کیونکہ یہاں کے مقامی باشندوں کی شکل وصورت عرب قوم سے کچھ کچھ ملتی ہے۔ یہاں کی تہذیب وتمدن میں بھی مماثلت موجود ہے۔ مہمان نوازی جو عرب قوم کا طرۂ امتیاز ہے وہ یہاں کے مقامی باشندوں میں کافی حد تک پائی جاتی ہے ـــــ اس کے علاوہ یہاں کی بعض جگہوں اور گاؤں کے نام بھی عربی ہیں جو ابھی تک اسی نام سے پکارے جاتے ہیں بلکہ یہاں کے بعض کھیل اور رسم و رواج بھی عرب قوم کی طرز پر ہیں ـــــ اس کے علاوہ ایک اور قابلِ ذکر امر یہ ہے کہ یہاں کی مقامی زبان میں عربی زبان کی آمیزش صوتی تغیرات کے ساتھ کثرت سے موجود ہے۔

مسلم درویش کے ذریعہ تبلیغ اسلام

چٹاگانگ اور اس کے قرب وجوار میں اسلام کی تبلیغ واشاعت میں پہلے پہل جہاں مسلم تاجروں کا ہاتھ ہے وہاں ایک اور گروہ بھی اس میدان میں مصروف عمل نظر آتا ہے۔ یہ صوفی اور درویشوں کا گروہ ہے۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں اس مبارک کام کے لئے وقف کی ہوئی تھیں۔ چٹاگانگ کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۸۰۰ء سے لیکر ۱۱۰۰ء کے عرصہ تک اس قسم کے بہت سے مسلمان درویش اور صوفی تبلیغ کی غرض سے چٹاگانگ وارد ہوئے تھے۔ ان بزرگوں کی لاتعداد قبریں چٹاگانگ میں موجود ہیں۔ مگر افسوس ان لوگوں کے تفصیلی حالات محفوظ نہیں ـــــ ہاں ان میں سے ایک مشہور ومعروف صوفی درویش حضرت بایزید بسطامی کے کچھ حالات ملتے ہیں۔ ان کے بارے میں یقین سے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ تبلیغ کی غرض سے چٹاگانگ آئے تھے۔ ان کا یہاں آنا ناممکن بات نہیں ہے۔ کیونکہ ۸۰۰ء میں عرب کا تعلق چٹاگانگ سے قائم ہو چکا تھا ان کی وفات ۸۷۴ء میں اپنے ملک میں ہوئی۔ اپنی وفات سے پہلے وہ چٹاگانگ میں آئے ہونگے چٹاگانگ کے قریب تین میل دور ایک جگہ ہے جو بایزید بسطامی کے نام سے مشہور ہے آجکل یہ علاقہ صنعتی کارخانوں کا مرکز ہے ایک پہاڑی کی چوٹی پر انکی قیامگاہ تھی۔ غالباً یہی ان کی عبادتگاہ بھی تھی اس جگہ کو یہاں کے مقامی لوگوں نے ایک مقبرہ کی صورت دیدی ہے تاکہ عقیدت مند لوگ دور دراز سے آئیں اور مجاوروں کی جھولیوں کو پیسے سے بھر دیں۔ حالانکہ یہاں پر انکی قبر نہیں ہے ہاں یہ علاقہ انہی کے نام سے مشہور ہے ـــــ پھر ۱۴۰۰ء اور ۱۵۰۰ء میں بہت سے عرب درویش مبلغ بھی چٹاگانگ میں اسلام کی تبلیغ کے لئے آئے تھے۔ فخر الدین مبارک شاہ (۱۳۳۶-۱۳۵۲ء) کے دورِ حکومت میں انکے ایک سپہ سالار قدل خاں غازی نے جب چٹاگانگ فتح کیا تو اس وقت انہوں نے اس*

---

* قسم کے بہت سے اسلامی مبلغوں سے ملاقات کی ان میں سے حضرت حاجی خلیل اور حضرت بدر عالم کا نام بہت مشہور ہے ـــــ اسکے علاوہ ۱۵۰۰ء میں حضرت شیخ جلال حلبی نامی ایک اور درویش مبلغ بھی چٹاگانگ آئے تھے ۱۵۴۷ء میں جلالی آباد نامی ایک گاؤں میں وفات پائی ان کی قبر

غیرتِ توحید

ایمان افروز واقعات

ذیل میں ہم محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ کا تحریر فرمودہ ایک واقعہ درج کرتے ہیں جو ایمان افروز ہے۔ دوسرے احباب بھی "ایمان افروز واقعات" کے مستقل عنوان کے لئے آپ بیتی کے رنگ کے واقعات ارسال فرما کر ممنون فرمائیں ——— (ایڈیٹر)

ستمبر ۱۹۴۹ء میں جب میں کوئٹہ سے باڈہ (BADAH) پہنچا تو ہمارے کارخانہ پاک راٹس ملز کے کارندوں نے غیر معمولی گرمی کی وجہ سے نہر میں غسل کرنے اور تیرنے کا پروگرام بنایا۔ ان ملازمین میں دو ہندو اور تین مسلمان تھے یہ سب تیار ہو کر میرے پاس آئے اور مجھے تحریک کی کہ میں بھی ان کے ساتھ چلوں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ راٹس کینال پر پہنچے جو قریب ہی بڑی نہر تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد یہ واقعہ ہوا۔ کہ ان میں سے ایک ہندو تیرتے ہوئے نہر پار کر رہا تھا اور دوسرا ہندو نہر کے کنارے کھڑا تھا۔ ادھر دوسرے کنارے پر میں اور میرے دو مسلمان ساتھی کھڑے تھے۔ جو ہندو کنارے پر کھڑا تھا اس نے بلند آواز سے ہمیں کہا اس طرف آؤ۔ میرے دونوں ساتھیوں نے مجھے پوچھا کہ کیا آپ بھی چلینگے؟ گو مجھے اس وقت تامل تھا اور اس بات کا یقین تھا کہ میں تھک ہار کر ہی دوسرے کنارے تک پہنچ سکتا ہوں مجھے تیراکی کی قادیان کے زمانہ تعلیم کی بہت تھوڑی مشق تھی۔ لیکن جوانی کی ترنگ اور غیرت کی وجہ سے میں نے دوسرے کنارے تک پہنچنے کے ارادہ سے چھلانگ لگا دی اور پھر پوری قوت اور غیر معمولی تیزی کے ساتھ ہاتھ پاؤں چلانے شروع کر دیئے۔ اس وقت یہ بات میرے واہمہ میں بھی نہ تھی کہ میں اس طرح اپنی جان کو کتنے عظیم خطرہ میں ڈال رہا ہوں۔

مجھے اتنا یاد ہے کہ اچانک میرے جسم میں انتہائی تھکاوٹ اور سُن ہو جانے کا شدید احساس پیدا ہوا۔ اور بجلی کی سی سرعت کے ساتھ میرے بازو اور میری ٹانگیں بے جان ہو کر رہ گئیں۔

میں نے نظر اٹھا کر دوسرے کنارے کی طرف دیکھا تو میری رہی سہی قوت بھی جواب دے گئی۔ میں اس مہیب نہر کے عین وسط میں تھا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ میرے ہاتھ پاؤں میں خفیف سی حرکت ہی پیدا ہو جائے اور میں پانی کے بہاؤ کی طرف لہروں کے رحم و کرم پر بہتا جاؤں کیونکہ میرا خیال تھا کہ اس طرح میں ڈوبنے سے بچ سکتا ہوں اور آہستہ آہستہ دور جا کر انشاء اللہ کنارے لگ جاؤں گا۔ میں اسی سوچ میں تھا کہ مجھے ایک غوطہ آیا۔ بدقسمتی سے اس وقت میرا منہ کھلا تھا۔ چنانچہ میرے پیٹ میں کافی پانی بھر گیا۔ کانوں میں پانی بھر جانے

کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ کان بھاری ہو گئے بلکہ کن پٹیوں اور ناک کے نتھنوں میں شدید ٹیسیں اور درد شروع ہو گیا اس کے بعد مجھے ایک دو اور غوطے آئے اور میں کسی قدر حواس باختہ ہو گیا۔ موت اس وقت میرے سر پر منڈلا رہی تھی۔

جس وقت میں نے نہر پار کرنے کے ارادہ سے چھلانگ لگائی تھی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد میرے دونوں ساتھیوں نے بھی چھلانگیں لگائی تھیں اور اب وہ میرے پیچھے پیچھے تیرتے ہوئے آرہے تھے۔

ان میں سے ایک ہمارے کارخانہ میں انجن ڈرائیور تھا جس کا نام محمد علی تھا اور دوسرے کا نام انگور خاں تھا جو بحیثیت کلینر کام کرتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میرے کانوں میں ہلکی سی آواز آئی سندھی زبان میں کوئی کہہ رہا تھا۔ کہ میرے کندھے پکڑ لو بچنا کیا اس وقت میرے بازوؤں میں بجلی کی سی سرعت کے ساتھ غیر معمولی حرکت پیدا ہوئی اور میں نے مستری محمد علی صاحب کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا۔ لیکن ناتجربہ کاری اور غرقاب ہو جانے کے خوف کی وجہ سے میں نے مستری صاحب مذکور پر اتنا بوجھ ڈال دیا کہ اس غریب کو بھی تھوڑی دیر کے بعد یکے بعد دیگرے دو غوطے آئے۔ اس نے یہ محسوس کر کے کہ یہ تو مجھے بھی ڈبو دیگا زور سے اپنے جسم کو ایسے انداز میں جھٹکا کہ وہ میری گرفت سے آزاد ہو گیا اور میں ایک بار پھر بے سہارا ہو کر غوطے پر غوطے کھاتے ہوئے پانی میں ایک مُردہ کی طرح بہنے لگا مستری صاحب تو دوسرے کنارے کی جانب

تیر کر چلے گئے۔ لیکن انگور جو بڑا وفادار ملازم اور رحم دل انسان تھا۔ میرے پیچھے پیچھے تیرتا ہوا آرہا تھا۔ پل کے قریب پہنچ کر اس نے بڑی اونچی اور درد انگیز آوازمیں لوگوں کو امداد کے لئے پکارنا شروع کیا۔ سندھ میں بالعموم مظلوم انسان جب لوگوں کو مدد کے لئے بلاتا ہے تو "یا حسین یا حسین" "گھوڑا رے گھوڑا رے" کے الفاظ بولتا ہے۔ مستری انگور بھی اس وقت یا حسین یا حسین گھوڑا رے گھوڑا رے کہتا جا رہا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتا تھا۔ کہ دیکھو یہ ڈوب رہا ہے بچاؤ۔ اسے بچاؤ۔ لیکن جب پل کے قریب کے لوگوں سے امداد کے کچھ آثار ظاہر نہ ہوئے۔ تو اس نے بلند آواز میں دو تین مرتبہ کہا اے پیران پیر۔ اے دستگیر بادشاہ۔ مہربانی فرما اور اس ڈوبتے کو بچا لے۔

معزز قارئین! آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ عاجز اس وقت کتنی بھاری اور بڑی مشکل میں گرفتار تھا۔ مجھے اب بھی اچھی طرح یاد ہے کہ میں اس وقت موت کو اپنے سر پر منڈلاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اور مجھے پورا یقین ہو گیا تھا کہ میری شمع حیات بس چند لمحات کی مہمان ہے اور تھوڑی ہی دیر میں ایک آخری سانس آئیگا۔ اور میری روح میرے جسم کو چھوڑ کر اپنے پیارے مولا کریم کے حضور حاضر ہو جائے گی۔

ایسے وقت میں جسم و جان پر جو کچھ گزرتی ہے اس کا حقیقی تصور کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں

زندگی میں کبھی ایسے ہولناک حادثات سے دوچار ہونا پڑا ہو اور وہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے موت کے خونخوار جبڑوں کی گرفت میں آجانے کے باوجود زندہ و سلامت بچ نکلے ہوں۔

اس حالت میں جب میرے کانوں میں اپنے ہمدرد اور محسن انسان کی یہ آواز آئی کہ اے پیرانِ پیر اے دستگیر بادشاہ! مہربانی فرما اور اس ڈوبتے کو بچالے۔ باوجودیکہ میں حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو خدا تعالیٰ کا محبوب اور پیارا اور برگزیدہ بندہ سمجھتا تھا اس وقت اور اب بھی بفضلہ تعالیٰ میرا عقیدہ یہی ہے لیکن خدائے قدوس کی توحیدِ خالص کا جو سبق میں نے بحیثیت احمدی پڑھا تھا۔ اور شرک کی باریک در باریک اقسام کا جو علم مجھے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی کتبِ مبارکہ سے حاصل ہُوا تھا اس کی وجہ سے اس وقت میرے اندر خدائے عظیم و برتر کی سچی توحید کا ایک شعلہ افروختہ ہُوا اور شرک سے بیزاری کی قندیل کچھ اس انداز سے میرے دل میں روشن ہوئی کہ میں موت و حیات کی کشمکش سے بے نیاز ہوگیا اور میں نے پوری قوت کے ساتھ بلند آواز سے کہا۔

"نہیں نہیں۔ مجھے میرا اللہ کے سوا اور کوئی بھی بچانے کی طاقت نہیں رکھتا"

ان الفاظ کا میرے مُنہ سے نکلنا تھا کہ میرے پیارے قادر و توانا خدا تعالیٰ نے جو اپنی توحید کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ غیر معمولی حالات پیدا کر دیئے اور میں طرفۃ العین میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ان لوگوں میں سے بعض کے ذریعہ جو مجھے ڈوبتے ہوئے دیکھ چکے تھے یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی کہ شیخ محمد حنیف احمدی پانی میں ڈوب کر فوت ہوگیا ہے میرے مخلص احمدی بھائی برادرم فضل احمد خانصاحب بھی موقعہ پر آن پہنچے۔ میں قریباً نصف گھنٹہ تک نہر کے کنارے بیٹھا اپنے مولیٰ کریم کے خاص احسان اور مہربانی پر غور کرتا رہا اور میرے جسم و روح کا ذرّہ ذرّہ اپنے محسنِ حقیقی اپنے خالق و مالک سچے بادشاہ کے احسان سے معمور تھا۔ اس وقت میں خوب سمجھتا تھا اور اب بھی اس اعتقاد پر قائم ہوں کہ میری زندگی کے دن پورے ہوچکے تھے اور موت مقدر تھی۔ لیکن میرے پیارے خدا تعالےٰ نے جسے اپنی توحید و تفرید کے لئے بڑی غیرت ہے اس بندۂ پُر معاصی کو محض غیرتِ توحید کی خاطر نئی زندگی عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

قواعد و ضوابط

۱۔ رسالہ کا سالانہ چندہ چھ روپے پیشگی آنا لازمی ہے۔

۲۔ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی دس تاریخ کو پوری پڑتال کے بعد پوسٹ ہوتا ہے۔ ہر ماہ کی پچیس تاریخ تک رسالہ کی شکایت ملنے پر بعد تحقیق دوبارہ رسالہ بھیجا جا سکتا ہے۔

۳۔ پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں خریدار حضرات کا فرض ہے کہ اس کی اطلاع فرماویں۔ ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

۴۔ خط و کتابت میں حتی الوسع اپنا خریداری نمبر ضرور درج فرماویں۔

(مینیجر)

"موجودہ عیسائیت کا تعارف" پر تبصرہ

(از جناب محمد اسلم رانا - جنرل سیکرٹری مرکزِ تحقیق مسیحیت اچھرہ - لاہور)

مسیحی مشنریوں کی یلغار کو روکنے کے لئے کسی سے جو کچھ بھی بن پڑے کرنا چاہیئے۔ مولوی ابوالعطاء صاحب نے زیرِ تبصرہ رسالہ میں پڑھے لکھے طبقہ کو موجودہ مسیحیت کے نمایاں خط و خال سے آگاہ کیا ہے۔ تاکہ وہ حقیقتِ حال سے واقف ہو کر مشنریوں کے دامِ فریب میں نہ آسکیں۔ حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قومِ یہود اخلاقی اور مذہبی طور پر انتہائی گمراہ ہو چکی تھی۔ فاضل مصنف نے مروجہ مسیحی کتب مقدسہ کے حوالہ جات سے بتایا ہے کہ حضرت مسیحؑ کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے۔ بلکہ آپ کا مشن یہودیوں کو تورات کا عامل بنانا۔ توحید باری تعالےٰ سمجھانا اور ان کی رُوحانی و اخلاقی اصلاح کرنا تھا۔ تبلیغ حق سے پیٹ پرست یہودی علماء اور مذہبی ٹھیکیداروں کی دکانداریوں پر زد پڑی تو وہ لوگ آپ کے جانی دشمن ہو گئے۔ اور آنجناب کو ستانے کے لئے ہر ممکن تدبیر سوچنے لگے۔ لیکن حضرت مسیحؑ نے انتہائی مخالفت اور کس مپرسی کی حالت میں بھی اپنا کام جاری رکھا۔ اور نصرتِ خداوندی کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ آپ نے ظہورِ اسلام اور بعثتِ پیغمبر آخرالزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں فرمائیں۔ دشمنوں نے آپ کو صلیب دینا چاہا لیکن اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ دشمن اپنے اس موقف پر قائم رہے کہ ہم نے مسیحؑ کو صلیب دیدیا ہے۔ اتفاق سے اس جلیل القدر پیغمبر کو عطا کردہ کتاب انجیل مقدس بہت جلد زمانہ کی دستبرد کا شکار ہو گئی۔ کمزور مسیحیوں نے یہود کے مُوقف کو اپنے مذہبی عقائد کی بنیاد قرار دے دیا جس سے شریعت کا لعنتی ہونا، حضرت مسیحؑ کا خدا کا بیٹا ہونا اور لعنتی موت مرنا (نعوذ باللہ) تثلیث، کفارہ اور بنی نوعِ انسان کا موروثی طور پر گنہگار ہونا ایسے بعید از حقیقت نظریات کو ایمان میں شامل کرنا پڑا۔ اصل مسیحیت جس کا بنیادی پتھر توحیدِ حق تعالےٰ اور نبوتِ عیسوی تھا مسخ ہو گئی تثلیث اور الوہیتِ مسیحؑ کی منادی ہونے لگی۔ شریعت کو رحمت کی بجائے لعنت شمار کیا گیا۔ نجات کے لئے اس پر عمل کرنے اور قربِ خداوندی حاصل کرنے کے لئے صرف صلیب پر ایمان لانا کافی سمجھا گیا نتیجۃً مسیحیوں کے ہاں تورات کی اہمیت بہت کم رہ گئی۔ قرآن مجید نے حضرت مسیح کی صحیح پوزیشن واضح کی۔ لیکن یہ پُر از حکمت کلام گمراہوں کو نہ بھایا۔ وہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے منکر ہو کر فلاحِ دارین سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

مولوی صاحب کا طرزِ بیان ہلکا پھلکا اور دلنشین ہے چوبیس صفحات پر مشتمل اس مفید مطلب رسالہ کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کی جانی چاہیئے۔ حضرت مسیحؑ کی مزعومہ واقعہ صلیب کے بعد والی حیاتِ طیبہ سے متعلق مصنف کا نقطۂ نظر خاص ہے۔ قیمت بارہ پیسے گوارا ہے علاوہ محصولڈاک :- ملنے کا پتہ "مکتبۃ الفرقان" ۔ ربوہ :-

احباب کے چند خطوط

ایڈیٹر کی ڈاک

۱- جناب مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ بمبئی تحریر فرماتے ہیں:-

"آج جون کا الفرقان ملا۔ مضامین دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ خصوصاً یزید کے متعلق آپ نے خوب وضاحت کردی۔ چند ہی دنوں پہلے روزنامہ ..... میں محمود احمد عباسی کی کتاب پر جن الفاظ میں ریویو کیا گیا تھا اس سے بہت انقباض ہوا تھا۔ الحمد للہ کہ اس کی تلافی ہوگئی"۔

۲- جناب ایم شہباز علی صاحب ہیڈ ماسٹر ضلع سیالکوٹ رقمطراز ہیں:-

"واجب الاحترام جناب ایڈیٹر صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:- ماہنامہ "الفرقان" ماہ جون ۱۹۶۴ء کو میں نے بغور ملاحظہ کیا۔ آپ نے صفحہ ۱۷ پر ایک سوال کے جواب میں جو یزید کے متعلق مدلل تبصرہ فرمایا ہے اس کو پڑھ کر میرے دل میں بڑی مسرت ہوئی اور جماعت احمدیہ کے متعلق میری ایک غلط فہمی دور ہوگئی۔ امام حسینؓ کے متعلق غیر احمدی مولوی جماعت احمدیہ کے اعتقادات گمراہ کن انداز میں پیش کرتے رہتے ہیں۔ یہ مجھے اب معلوم ہوا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ امام حسینؓ سے متعلق یہ خیالات جماعت احمدیہ کے مسلّمہ ہیں یا انفرادی نوعیت کے ہیں؟

بہر حال میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں اور میرے دل سے ایک بڑی غلط فہمی جاتی رہی ہے۔ ع

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

الفرقان:- ہمارا جماعتی عقیدہ یہی ہے کہ حضرت امام حسینؓ سید الشہداء ہیں اور یزید پلید ہے۔ خود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے انہی الفاظ میں اپنے عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے۔

۳- جناب عبد المنعم احمد صاحب ضلع خیرپور سے لکھتے ہیں:-

"الفرقان ہر ماہ باقاعدگی سے مل جاتا ہے جس کے لئے آپ شکریہ کے مستحق ہیں۔ نہ صرف ہم ہی بلکہ ہمارے ایک مخلص غیر احمدی دوست منشی عبد اللہ لاہوری بھی الفرقان کی آمد کیلئے بے چین رہتے ہیں۔ یہ غیر احمدی دوست اکثر رسالہ پڑھنے کے لئے لے جاتے ہیں۔ اور مضامین اور تحریروں سے بے حد متاثر ہیں۔ الفرقان کی مالی حالت اور اعانت کا پڑھ کر انہوں نے عہد کیا کہ آئندہ سے الفرقان مفت نہیں پڑھیں گے۔ بلکہ سالانہ مستقل خریدار بن جائیں گے ان کے الفاظ ہیں "رسالہ الفرقان اسلام کی صداقت بیان کرتا ہے اور اس کو تو لاکھوں کی تعداد میں چھپنا چاہیئے۔ اور ہر گھر میں موجود ہونا چاہیئے"۔

۴- جناب خواجہ محمد اقبال صاحب گجرات سے تحریر فرماتے ہیں:-

"میں انشاء اللہ تا زندگی اور اس کے بعد امید ہے میری اولاد بھی اس رسالہ کی خریدار رہے گی۔ آپ کو بھی

احباب کے چند خطوط

ایڈیٹر کی ڈاک

۱- جناب مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ بمبئی تحریر فرماتے ہیں:-

"آج جون کا الفرقان ملا۔ مضامین دیکھکر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ خصوصاً یزید کے متعلق آپ نے خوب وضاحت کر دی۔ چند ہی دنوں پہلے روزنامہ ..... میں محمود احمد عباسی کی کتاب پر جن الفاظ میں ریویو کیا گیا تھا اس سے بہت انقباض ہوا تھا۔ الحمد للہ کہ اس کی تلافی ہو گئی"

۲- جناب ایم شہباز علی صاحب ہیڈ ماسٹر ضلع سیالکوٹ رقمطراز ہیں:-

"واجب الاحترام جناب ایڈیٹر صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:- ماہنامہ "الفرقان" ماہ جون ۶۲ء کو میں نے بغور ملاحظہ کیا۔ آپ نے صفحہ ۱۷ پر ایک سوال کے جواب میں جو یزید کے متعلق مدلل تبصرہ فرمایا ہے اس کو پڑھ کر میرے دل میں بڑی مسرت ہوئی اور جماعت احمدیہ کے متعلق میری اک غلط فہمی دور ہو گئی امام حسینؓ کے متعلق غیر احمدی مولوی جماعت احمدیہ کے اعتقادات گمراہ کن انداز میں پیش کرتے رہتے ہیں۔ یہ مجھے اب معلوم ہوا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ امام حسینؓ کے متعلق یہ خیالات جماعت احمدیہ کے مسلّمہ ہیں یا انفرادی نوعیت کے ہیں؟

بہرحال میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں اور میرے دل سے ایک بڑی غلط فہمی جاتی رہی ہے۔ ؏

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

الفرقان:- ہمارا جماعتی عقیدہ یہی ہے کہ حضرت امام حسینؓ سید الشہداء ہیں اور یزید پلید ہے۔ خود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے انہی الفاظ میں اپنے عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے۔

۳- جناب عبد المنعم احمد صاحب ضلع خیرپور سے لکھتے ہیں:-

"الفرقان ہر ماہ باقاعدگی سے مل جاتا ہے جس کے لئے آپ شکریہ کے مستحق ہیں۔ نہ صرف ہم ہی بلکہ ہمارے ایک مخلص غیر احمدی دوست منشی عبد اللہ لاہوری بھی الفرقان کی آمد کیلئے بے چین رہتے ہیں۔ یہ غیر احمدی دوست اکثر رسالہ پڑھنے کے لئے لے جاتے ہیں۔ اور مضامین اور تحریروں سے بے حد متاثر ہیں۔ الفرقان کی مالی حالت اور اعانت کا پڑھ کر انہوں نے عہد کیا کہ آئندہ سے الفرقان مفت نہیں پڑھیں گے۔ بلکہ سالانہ مستقل خریدار بن جائیں گے ان کے الفاظ ہیں "رسالہ الفرقان اسلام کی صداقت بیان کرتا ہے اور اس کو لاکھوں کی تعداد میں چھپنا چاہیئے۔ اور ہر گھر میں موجود ہونا چاہیئے"

۴- جناب خواجہ محمد اقبال صاحب گجرات سے تحریر فرماتے ہیں:-

"میں انشاء اللہ تازندگی اور اس کے بعد امید ہے میری اولاد بھی اس رسالہ کی خریدار رہے گی۔ آپ کو بھی

خدا تعالیٰ صحت تندرستی اور لمبی عمر عطا فرما دے آپ جس طرح اسلام اور احمدیت کی خدمت کر رہے ہیں وہ تا ابد آپ کے روشن کارنامے رہیں گے۔"

۵- جناب غلام رسول صاحب صدیقی پشاور سے تحریر فرماتے ہیں:-

"رسالہ الفرقان جو کہ علم و معرفت اور حقائق و معارف سے پُر ہوتا ہے ایک ماہ کی انتظار کے بعد ہاتھ لگتا ہے۔ جسے ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اس رسالہ کی خریداری بڑھانے کے لئے کوشش میں لگا رہتا ہوں۔ اگر ہم یہ رسالہ نہ پڑھیں گے تو کیا آسمان سے فرشتے نازل ہو کر اس رسالہ کا مطالعہ کریں گے؟ ایک تاریخی یاد داشت "ہمارے قافلے پر کیا گذری" واقعی دلچسپ اور تاریخی کہانی ہے۔ پڑھنے سے منظر سامنے آتا ہے اور دل لرز جاتا ہے۔ دل سے دعائیں بھی نکلتی ہیں۔"

۶- جناب راجہ نصر اللہ خانصاحب ضلع جہلم سے رقمطراز ہیں:-

"جولائی کا الفرقان ملا۔ بہت پسند آیا چٹان اور اعتصام کے اعتراضات کے جوابات دندان شکن بھی ہیں اور ایمان افروز بھی۔ یہود ااسکریوطی کی تصویر بہت دلچسپ انداز میں کھینچی گئی ہے۔ محترمی ثاقب صاحب کی نظم "انت یاہ" اپنا جواب آپ ہے ان کے دل کا درد اور خلوص قابلِ رشک ہے۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر دے۔"

۷- جناب چوہدری رحمت علی صاحب مسلم ایم۔ اے سرگودھا سے تحریر فرماتے ہیں۔

"میری عادت ہے کہ میں الفرقان کے بعض مضامین کئی کئی بار پڑھا کرتا ہوں اور اس طرح گویا سارا مہینہ ہی یہ مؤقر جریدہ میرے زیر نظر رہتا ہے۔ آج اگست ۶۷ء کا پرچہ دیکھ رہا تھا کہ مٹ پر آپ کا ایک اعلان بعنوان "خریدار حضرات کی فوری توجہ کے لئے" نظر پڑا۔ پڑھا اور پڑھ کر حیران رہ گیا۔ کہ الفرقان کے خریداروں کی طرف پانچ چھ ہزار روپیہ بقایا ہے۔ وہ کیسے سنگدل لوگ ہیں جن کی طرف بقایا ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ الفرقان صرف ایک فرد واحد کی ہمت و کوشش کا نتیجہ ہے کیا وہ بیدرد اور بے حس لوگ یہ چاہتے ہیں کہ خدانخواستہ خدانخواستہ الفرقان جاری نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو رسالہ تو ہر صورت میں جاری رہے گا۔ انشاء اللہ بفضلہ تعالیٰ الفرقان ضرور جاری رہے گا۔ یہ نہایت مفید رسالہ ہے۔"

الفرقان:- اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب بقایاجات کی ادائیگی اور خریداری بڑھانے میں خاص تعاون کر رہے ہیں جزاہم اللہ خیراً۔ (ایڈیٹر)

۸- جناب خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی تحریر فرماتے ہیں:-

"رسالہ الفرقان ماہ جون کے شمارہ میں علاوہ دیگر مفید اور قیمتی مضامین کے عیسائی رسالہ "اخوت" کے "قادیانیت نمبر پر تبصرہ" بخوبی مطالعہ میں آیا۔ ایسے بیش قیمت مقالہ میں مولانا صاحب موصوف نے جس قابلیت اور معقولیت کے ساتھ "اخوت" کے قادیانیت نمبر پر تبصرہ فرمایا ہے اس سے یقیناً عیسائیت کے قصر کہن پر ایک لرزہ سا طاری ہو جاتا ہے۔ پادری صاحبان لاکھ ہاتھ پاؤں ماریں خدام احمدیت کے دلائل کا انکے پاس کوئی جواب نہیں اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔"

بقایادار حضرات توجہ فرمائیں

گذشتہ شمارہ کے بعد متعدد احباب نے اپنے ذمہ کے بقایاجات ادا فرما کر ممنون فرمایا ہے۔ جزاھم اللہ خیراً۔ اگر آپ کے ذمہ بھی بقایا ہے تو جلد توجہ فرما دیں۔

(مینجر الفرقان - ربوہ)

مکتبہ الفرقان کی کتابوں کی فہرست

اپنی ضرورت کی کتب اس مکتبہ سے طلب فرمائیں

نمبر	کتاب	قیمت
۱	حیاتِ نور	۱۰ — ۰۰
۲	حیاتِ طیبہ	۶ — ۰۰
۳	تحریری مناظرہ (عیسائیوں سے)	۱ — ۵۰
۴	"کلمۃ الحق" (شیعوں سے)	۰ — ۷۵
۵	مباحثہ مصر اُردو	۰ — ۶۲
۶	مباحثہ مصر انگریزی	۱ — ۲۵
۷	القول المبین	۲ — ۰۰
۸	احکام القرآن	۳ — ۵۰
۹	مذہب کے نام پر خون اعلیٰ کاغذ	۱ — ۷۵
	" " ادنیٰ کاغذ	۱ — ۵۰
۱۰	دردِ درماں	۱ — ۲۵
۱۱	سیرت احمد اعلیٰ کاغذ	۲ — ۰۰
	" ادنیٰ کاغذ	۱ — ۵۰
۱۲	شان خاتم النبیین	۱ — ۵۰
۱۳	قولِ بلیغ	۱ — ۵۰
۱۴	حضرت مسیح کشمیر میں	۱ — ۵۰
۱۵	انعاماتِ خداوندِ کریم	۳ — ۰۰
۱۶	زندہ خدا کے زندہ ثبوت	۰ — ۵۰
۱۷	میری داستان	۱ — ۵۰
۱۸	ظہور احمد موعودؑ	۱ — ۵۰
۱۹	فقہ احمدیہ (شمع حرم مع ضمیمہ حرم)	۳ — ۰۰
۲۰	جہاد الحق	۰ — ۵۰
۲۱	شہداء الحق	۱ — ۰۰
۲۲	نور احمد	۰ — ۳۱
۲۳	روحِ اسلام با نعمت الہام	۰ — ۱۲
۲۴	حقیقۃ الشہادتین	۰ — ۵۰
۲۵	حیاتِ قدسی	۱ — ۰۰
۲۶	پاکستان کے گوردوارے	۰ — ۷۵
۲۷	ہمارا آقا مجلد	۲ — ۰۰
۲۸	درثمین عکسی اعلیٰ جلد	۲ — ۰۰
	" " عام جلد	۱ — ۵۰
۲۹	کلامِ بشیر	۰ — ۲۵
۳۰	ایمان کی باتیں	۱ — ۰۰
۳۱	صحائف قمران	۱ — ۵۰
۳۲	سیرت حضرت اُم المؤمنینؓ	۴ — ۵۰
۳۳	آپ بیتی مجاہد بخارا۔ اعلیٰ کاغذ	۲ — ۵۰
	" ادنیٰ کاغذ	۲ — ۰۰
۳۴	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے	۱ — ۰۰
۳۵	کلامِ محمود	۱ — ۲۵
۳۶	درثمین (نیوز پرنٹ)	۰ — ۶۲
۳۷	مباحثاتِ نیروبی	۱ — ۵۰
۳۸	موجودہ عیسائیت کا تعارف	۰ — ۱۲
۳۹	عیسائیت نمبر الفرقان	۱ — ۲۵
۴۰	امامت نمبر الفرقان	۱ — ۲۵
۴۱	حضرت حافظ روشن علی نمبر	۱ — ۰۰
۴۲	حضرت میر محمد اسحٰق نمبر	۱ — ۵۰
۴۳	درویشانِ قادیان نمبر	۲ — ۵۰
۴۴	قمر الانبیاء نمبر اعلیٰ کاغذ	۲ — ۰۰
۴۵	خلافتِ حقہ	۰ — ۵۰
۴۶	اسلام پر ایک نظر	۰ — ۶۲
۴۷	OUR TEACHING	۱ — ۰۰
۴۸	ISLAM ON THE MARCH	۰ — ۷۵
۴۹	MORAL AND SPIRITUAL TRAINING	۰ — ۷۵

نوٹ

(۱) سلسلہ احمدیہ کی دیگر تمام کتب بھی ہم سے طلب فرمائیں۔

(۲) تفہیماتِ ربانیہ دوبارہ طبع ہو رہی ہے اس کی پیشگی رقم دس روپے ابھی بھجوا کر ممنون فرما دیں۔

(مینیجر مکتبہ الفرقان - ربوہ)

(طابع و ناشر:- ابوالعطاء جالندھری :: مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ :: مقام اشاعت:- دفتر الفرقان ربوہ ضلع جھنگ)

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تا کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرما دیں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری کے بعد میں دیئے جائیں گے۔ (۳) وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا رہے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے (۴) وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ کر لیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۷۴۳۳ میں میاں نثار احمد ولد میاں اعراف اللہ صاحب قوم یوسف زئی پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن نمبر ۱۴۲/۱ بیرونی ٹاؤن نزد گور قبرستان ڈاکخانہ کراچی ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے کیونکہ میرے والد بزرگوار بفضل خدا حیات ہیں۔ میں ملازمت کرتا ہوں جس کے ذریعہ مجھے ماہوار غالباً مبلغ -/۵۰ روپے ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اس کے بعد اور کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد۔ میاں نثار احمد بقلم خود گواہ شد۔ برکت اللہ محمود مربی سلسلہ احمدیہ کراچی گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مسل نمبر ۱۷۴۳۱ میں نعیم احمد شریفی ولد قاضی شریف احمد صاحب قوم راٹھی پیشہ ملازمت عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ملازم احمدیہ لائبریری مہابدر روڈ کراچی ڈاکخانہ کراچی ۵ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعے مجھے ماہوار آمد مبلغ یک صد روپے ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا اگر اس کے بعد میں کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد۔ نعیم احمد شریفی۔ گواہ شد۔ محمد ظفر اللہ ب۔ مہتمم مجلس خدام الاحمدیہ کراچی گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد۔

مسل نمبر ۱۷۴۲۸ میں عبد الرحیم ساقی ولد چوہدری رحمت علی صاحب قوم راٹھی پیشہ تجارت عمر قریباً ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن موضع تخت ہزارہ ڈاکخانہ تخت ہزارہ ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ چونکہ اس وقت میرے والد صاحب بقید حیات ہیں۔ اس لئے اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے میں دوسروں کے سرمایہ پر تجارت کرتا ہوں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کم و بیش پچاس روپیہ پڑ جاتی ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

العبد:۔ عبد الرحیم ساقی امیر جماعت احمدیہ تخت ہزارہ گواہ شد۔ محمد شجاعت علی موصی انسپکٹر بیت المال گواہ شد:۔ نذیر احمد نسیم موصی نمبر ۱۶۵۰۷ ساکن تخت ہزارہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

مسل نمبر ۱۷۴۲۷ میں مبارک احمد ظفر ولد خوشی محمد صاحب قوم جھمٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سرگودھا ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۵/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد کوئی نہیں میرا گزارہ میری ماہوار آمدنی پر ہے جو بذریعہ ملازمت ۸۵ روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمدن کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

العبد۔ مبارک احمد ظفر بقلم خود سابق ناظم مجلس خدام الاحمدیہ گواہ شد۔ محمد افضل ملک ملیر گواہ شد۔ سکیر اعجاز احمد سنیئر انسپکٹر بیت المال

مسل نمبر ۱۷۴۲۶ میں برکت علی ولد ...بخش صاحب قوم ... پیشہ تجارت عمر ... سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار الصدر جنوبی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۶/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد و املاک کی

سوا بارہ مرلے واقعہ "ڈ" بستی - ۳۶۷ روپیہ کی ہے میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے مبلغ ۱۰۵ روپے ماہوار آمد ہے میں اپنی ماہوار جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز میری وفات کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ نشان انگوٹھا:- برکت علی۔ گواہ شد:- اللہ بخش صاحب معاون صدر دار الصدر غربی ربوہ۔ گواہ شد:- محمد اسلم ایاز بقلم خود محلہ دار الصدر شرقی ربوہ

مسل نمبر ۱۷۴۲۳ میں حبیب احمد ولد میاں حاجی قوم چوہدری پیشہ تجارت عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن آئمہ ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے میرا گزارہ اس وقت عطاری فروخت کرنا اور محنت مزدوری کرتا ہوں اس پر ہے میری آمد اوسطاً قریباً ۵۰ روپے ماہوار ہے خاکسار اس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع دفتر کو دیتا رہونگا اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی نیز میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:- حبیب احمد ولد میاں حاجی قوم چوہدری بمقام آئمہ ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ گواہ شد:- ملک محمد یونس ولد ملک دائم گواہ شد:- حکیم عبد الرحمن نمبر ۳۷۲۶ بمقام خاص آئمہ ضلع شیخوپورہ

مسل نمبر ۱۷۴۲۲ میں مرزا منظور احمد ولد مرزا منصور احمد قوم مغل پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵ جون ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ مجھے میرے والدین کی طرف سے ۲۵/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ العبد:- مرزا منظور احمد گواہ شد:- مرزا منصور احمد والد وصیت کنندہ ربوہ گواہ شد:- قاضی عبد الرحمن صاحب محلہ دار الصدر شرقی ربوہ۔

مسل نمبر ۱۷۴۲۱ میں محمد اشرف ولد راجہ نور الدین قوم جنجوعہ پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن سرگودھا ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے میرا گزارہ صرف تنخواہ پر ہے جو کہ مجھے ۱۸۰ روپے ماہوار ملتی ہے میں اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہوگی تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:- محمد اشرف ۱۰۷ سول لائن سٹیڈیم روڈ سرگودھا گواہ شد:- محمود احمد سیکرٹری وقف جدید میڈیکل سروس شہر سرگودھا چک نمبر ۳۲ گواہ شد:- حافظ مسعود احمد میڈیکل سروس بلاک نمبر ۳۲ سرگودھا

مسل نمبر ۱۷۴۱۹ میں احمد حسن ولد شیخ محمد حسین صاحب قوم کھتری پیشہ ملازمت عمر ۴۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کرشن نگر لاہور ضلع لاہور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۸/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اگر کوئی جائیداد زندگی میں پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں میرا گزارہ ماہوار آمد مبلغ دو صد روپے ۲۰۰/- پر ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ العبد:- احمد حسن مکان نمبر ۱۵ سری رام روڈ کرشن نگر لاہور گواہ شد:- ملک منظور احمد خان بی اے نمبر ۲۹۰۸ اکاؤنٹس آفیسر نیشنل سلک ملز لمیٹڈ فیروز پور روڈ لاہور گواہ شد:- مفضل الرحمن نیشنل سلک ملز لمیٹڈ فیروز پور روڈ لاہور

مسل نمبر ۱۷۴۱۸ میں محمد اکبر مغل ولد صوبیدار شہاب الدین قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کرشن نگر ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے والد صاحب بفضل خدا موجود ہیں اگر کوئی جائیداد زندگی میں پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اس وقت میرا گزارہ میری ماہوار آمد بصورت ملازمت ۱۴۳ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا العبد:- محمد اکبر احمد ۲۵ پانڈو سٹریٹ کرشن نگر لاہور گواہ شد:- عبد اللطیف ستکوہی سکرٹری اصلاح و ارشاد لاہور گواہ شد:- محمد صادق ایس ڈی او ۲۵ پانڈو سٹریٹ کرشن نگر لاہور

مسل نمبر ۱۷۴۱۵ میں بشیر احمد اختر ولد روشن دین صاحب قوم راجپوت پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ

کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی العبد:۔ عبد الرشید ولد عبد الواحد صاحب مرحوم ۵/۱۴/D/۱ نرسری سوسائٹی گواہ شد:۔ برکت اللہ محمود مربی سلسلہ احمدیہ کراچی گواہ شد:۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سکرٹری وصایا کراچی۔

مسل ۱۷۳۹۲ میں محمود احمد ولد محمد الدین صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دار البرکات ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے میری ماہوار آمد اس وقت بصورت ملازمت مبلغ ۱۴۵ روپے ہے میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:۔ محمود احمد کارکن دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ گواہ شد:۔ عبد العزیز صدر دار الصدر جنوبی ربوہ گواہ شد:۔ عبد الخالق ناظم عمومی خدام الاحمدیہ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ۔

مسل ۱۷۳۹۴ میں شریف احمد ولد چوہدری فضل احمد قوم جٹ (سنگریال) پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کنگرالی ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ -/۱۲۱ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی العبد:۔ شریف احمد کلرک نیشنل بنک آف پاکستان السن روڈ برانچ لاہور گواہ شد:۔ محمد نصیب عارف پسر بابو محمد اشرف صاحب مرحوم ۱۲/۱ نرسری لائن کوئٹہ گواہ شد:۔ محمد احمد سٹور کیپر ولد چوہدری فضل احمد نائب ناظر التعلیم ربوہ ارڈیننس ڈپو کوئٹہ

مسل ۱۷۳۸۹ میں غلام محمد ولد نظام الدین قوم گاذر پیشہ تجارت عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء ساکن چک منگلا ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت -/۴۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:۔ غلام محمد ولد نظام الدین بقلم خود گواہ شد:۔ عبد القادر نائب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ منگلا۔

گواہ شد:۔ عزیز الرحمن ولد غلام محمد منگلا مربی سلسلہ احمدیہ۔

مسل ۱۷۳۹۰ میں میاں داد ولد میاں چوہڑ قوم جنجوعہ پیشہ تجارت عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۴ء ساکن چک منگلا ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت بیس -/۲۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی العبد:۔ میاں داد چک منگلا ضلع سرگودھا گواہ شد:۔ عبد القادر نائب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک منگلا گواہ شد:۔ عزیز الرحمن ولد غلام محمد منگلا مربی سلسلہ احمدی۔

مسل ۱۷۴۴۰ میں محمد شاہ ولد سید حیون شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۴۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت بصورت ملازمت مبلغ -/۶۵ روپے ہے میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی العبد:۔ محمد شاہ ولد سید حیون شاہ صاحب کارکن دفتر تعمیرات ربوہ گواہ شد:۔ محمد دین سیکرٹری وصایا دار الصدر شرقی ربوہ گواہ شد:۔ رمضان علی صدر حلقہ دار الصدر شرقی ربوہ۔

مسل ۱۷۴۳۹ میں محمد شریف ولد چوہدری برکت علی صاحب قوم گوجر پیشہ کاشتکاری عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۹ء ساکن ملیانوالہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد غیر منقولہ اراضی چاہی واقع ملیانوالہ چک مساۃ ... قطعی بیعہ رقبہ ... گھماؤں بتفصیل ذیل چار گھماؤں ملیانوالہ اور چار کنال ... اس کی موجودہ مالیت -/۶۰۰۰ روپیہ ہے رہائشی مکان خام ... واقع موضع ملیانوالہ موجودہ مالیت -/۱۰۰۰ روپیہ اور ٹیوب ویل واقع موضع ملیانوالہ میں مشترکہ جس میں میرا حصہ ۱/۳ ہے اور مالیت میرے حصہ کی ... ہے مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر کوئی اور جائداد زندگی میں پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا نیز میری ...

کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں میرا گزارہ سالانہ مذکورہ بالا زرعی زمین کی آمدن پر ہے جو اندازاً سالانہ پانچصد روپے ہوتی ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا العبد:۔ محمد شریف بقلم خود گواہ شد:۔ محمد ابراہیم عابد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈسکہ گواہ شد۔ محمد ابراہیم انسپکٹر دفتر وصیت ربوہ حال ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔

مسل ۱۷۴۴۴ میں محمد اسماعیل ولد نور محمد صاحب قوم الائیں پیشہ تجارت عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۰۸ء نیز پیدائشی احمدی ساکن محلہ دارالرحمت ڈاکخانہ ربوہ ضلع صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹ جون ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں خاکسار کی کوئی زرعی یا سکنی جائیداد نہیں ہے میرا گزارہ لکڑی کی ٹال کی آمد پر ہے جس سے اندازاً ۳۰/- روپے ماہوار کی آمد ہوتی ہے میں اپنی ماہوار جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں جو میں ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا اگر میری وفات کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی العبد:۔ محمد اسماعیل ٹال لکڑی نزد ریلوے سٹیشن محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ گواہ شد:۔ ملک محمد احمد وکالت تبشیر تحریک جدید ربوہ گواہ شد:۔ محمد شفیع صدر دارالرحمت وسطی ربوہ نوٹ:۔ میں بوجہ معذور ہونے کے چل پھر نہیں سکتا اس وجہ سے آمدن کم ہے۔

مسل ۱۷۴۴۳ میں محمود احمد ولد محمد رمضان صاحب قوم ڈوگر پیشہ تجارت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴-۴-۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس کوئی جائیداد نہیں میری ماہوار آمد مبلغ یکصد روپے بذریعہ کاروبار تجارت ہے میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں یا بوقت میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی العبد:۔ محمود احمد بقلم خود طاہر کریانہ سٹور گولبازار ربوہ ضلع جھنگ گواہ شد:۔ عبدالعزیز ولد چوہدری چراغ محمد صاحب پریذیڈنٹ دارالصدر ج ربوہ گواہ شد۔ سید بشیر احمد ولد سید لال شاہ صاحب مرحوم

مسل ۱۷۴۴۶ میں اللہ بخش ولد میاں رحیم بخش قوم سیال پیشہ تجارت عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵ اپریل ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت جائیداد صرف اپنے مکان کا لکڑی کا سامان ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔ چھوٹے دروازے چار عدد قیمت اندازاً ۸۰/- روپے، بڑا دروازہ ایک عدد قیمت اندازاً ۴۰ روپے شہتیر دو عدد قیمت اندازاً ۸۰/- روپے بالے ۵۰ عدد قیمت اندازاً ۱۰۰/- روپے جس کی کل قیمت مبلغ تین صد روپے بنتی ہے کے ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائیداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ مستحق ہوگی جس کی اطلاع میں دے دوں گا۔ ۲:۔ میرے پاس مبلغ دو صد پچاس روپے نقد میں جو کہ میں نے اپنا مکان چھت وغیرہ اتارنے کے بعد اپنے گاؤں موضع تلونڈی کھجور والی میں بیچا تھا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ ۳:۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں میرے گزارہ کے ذمہ دار میرے لڑکے محمد اسحق صوفی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ اور محمد یعقوب جو کہ کپڑے کی پھیری کا کام لاہور میں کرتا ہے جن سے میں روٹی کپڑا لیتا ہوں اگر میں کوئی آمد پیدا کروں تو ۱/۱۰ حصہ کے حساب اپنی ماہوار چندہ ادا کر دوں گا العبد:۔ بقلم خود میاں اللہ بخش ولد میاں رحیم بخش مکان نمبر ۲۰ تحریک جدید کوارٹرز ربوہ گواہ شد۔ میاں محمد اشرف الدین صدر حلقہ سنت نگر لاہور حال وارد ربوہ گواہ شد:۔ محمد صادق نور میں نصرت آرٹ پریس ربوہ

مسل ۱۷۴۴۵ میں مرزا فرید احمد ولد مرزا ناصر احمد قوم مغل پیشہ طالب علم عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۹-۵-۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت جیب خرچ کی صورت میں پانچ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:۔ مرزا فرید احمد ابن ناصر احمد پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ پاکستان۔

گواہ شد:۔ مرزا منصور احمد ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ

گواہ شد:۔ مرزا ناصر احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

مسل ۱۷۴۴۸ میں فلائٹ لفٹیننٹ چوہدری محمد اشرف ولد چوہدری عبدالمجید صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن معرفت پی۔ اے۔ ایف آئیبرز میں ڈاکخانہ کراچی ۸ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰-۴-۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد کوئی نہیں ہے میں ملازمت کرتا ہوں جس کے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ گیارہ سو پچاس (۱۱۵۰.۰۰) روپے ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اگر اس کے بعد میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد

میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد:۔ محمد اشرف بقلم خود گواہ شد:۔ مرزا نذیر احمد پریذیڈنٹ ڈرگ روڈ کراچی۔ گواہ شد:۔ شیخ رفیع الدین احمد سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مسل ۱۷۴۴۹ میں رشید احمد سجاد ولد قریشی محمود الحسن صاحب قوم قریشی پیشہ تعلیم عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن سرگودھا ڈاکخانہ سرگودھا ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ مئی ۱۹۶۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ہے مجھے میں روپے ماہوار جیب خرچ ابا جان سے ملتے ہیں۔ میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان مالک ہوگی۔ العبد:۔ رشید احمد سجاد ولد قریشی محمود الحسن صاحب مکان ۳۶ بلاک نمبر ۱۸ سرگودھا۔ گواہ شد:۔ محمود احمد سیکرٹری وصایا وددمیڈیکل سروس بلاک نمبر ۱۲ شہر سرگودھا۔ گواہ شد:۔ محمد عالم ولد مولوی محمد عارف صاحب مرحوم وددمیڈیکل سروس بلاک نمبر ۱۲ سرگودھا۔

مسل ۱۷۴۵۳ میں چوہدری غلام احمد ولد مہر محمد صادق قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ۴ میکلوڈ روڈ لاہور ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۶/۱۹۶۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد ایک مکان پختہ واقعہ ۴ میکلوڈ روڈ ہے جس کا رقبہ قریباً ۱/۲ ۲ مرلے ہے اور موجودہ قیمت تقریباً دس ہزار روپے ہے مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر کوئی اور جائداد زندگی میں پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جو متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد -/۱۸۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ العبد:۔ غلام احمد ۴ میکلوڈ روڈ لاہور گواہ شد:۔ محمد بلند بخش مرحوم ۲۷۶ میکلوڈ روڈ لاہور گواہ شد:۔ محمد ابراہیم انسپکٹر دفتر وصیت ربوہ مال جماعت احمدیہ لاہور

مسل ۱۷۴۵۴ میں عزیز الدین ولد گلاب الدین قوم ارائیں عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۷۳ جنوبی ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے مجھے میرے بیٹے کی طرف سے مبلغ بیس روپے ماہوار ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا عزیز الدین چک ۷۳ جنوبی۔ گواہ شد:۔ عطاء اللہ سیکرٹری مال چک ۷۳ جنوبی گواہ شد:۔ جلال الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۷۳ جنوبی۔

مسل ۱۷۴۵۶ میں قاضی عطاء اللہ ولد قاضی صدر الدین صاحب قوم قریشی پیشہ ملازم عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکن قلعہ حکیماں ساندہ خورد صداقت پارک لاہور ڈاکخانہ اچھرہ ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶/۶۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ہے لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت مبلغ -/۱۵۵ روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کر دوں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:۔ قاضی عطاء اللہ ولد قاضی صدر الدین ساندہ خورد قلعہ حکیماں صداقت پارک لاہور۔ گواہ شد:۔ سلیم احمد سیکرٹری مال حلقہ سنت نگر لاہور۔ گواہ شد:۔ محمد ارشد قمر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ سنت نگر لاہور۔

مسل ۱۷۴۵۷ میں کمال الدین حبیب ولد مولوی روشن الدین احمد قوم راجپوت پیشہ طالب علمی عمر ۱۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن محلہ دار النصر غربی ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں گورنمنٹ کالج لاہور کا طالب علم ہوں مجھے بطور جیب خرچ والدین کی طرف سے مبلغ دس روپے ملتے ہیں اس کے ۱/۱۰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور میری کوئی جائداد نہیں ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔

اگر کوئی زندگی میں جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ دیتا رہوں گا نیز میری وفات کے بعد میرا جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ العبد:۔ کمال الدین حبیب احمد بی ایس سی۔ (آنرز، زوالوجی) فائنل ائیر گورنمنٹ کالج لاہور حال ربوہ گواہ شد:۔ روشن الدین احمد واقف زندگی از دفتر وکالت التبشیر تحریک جدید ربوہ دالد موصی گواہ شد:۔ محمد ابراہیم ولد چوہدری کرم الدین صاحب قوم جٹ دنیس انسپکٹر دفتر وصیت ربوہ

مسل ۱۷۳۶۱ میں فیض احمد ظفر ولد چوہدری رحمت اللہ صاحب قوم گھمن پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء ساکن ۲۱-۱۱ عقب حبیب لائنز ڈاک خانہ کراچی ۳ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰-۴-۶۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے میں ملازمت کرتا ہوں جس کے ذریعہ مجھے ماہوار آمد مبلغ پتی صد روپے ہوتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہوں گا اگر اس کے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد:۔ فیض احمد ظفر بقلم خود گواہ شد:۔ عبدالشکور اسلم نائب سیکرٹری وصایا شمالی ڈویژن جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد:۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔

مسل ۱۷۳۶۴ میں خلیفہ عبدالمنان ولد خلیفہ عبدالرحیم قوم مغل پیشہ پرائیویٹ کنسلٹنگ انجنیر عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ۳/۴/۷ جیل روڈ لاہور ڈاک خانہ لاہور ضلع لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹ اپریل ۱۹۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے ۱۔ ایک پلاٹ واقعہ محلہ دارالیمن ربوہ رقبہ ایک کنال قیمت اندازاً ایک ہزار روپیہ ہے ۲۔ بی ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن، بینک وغیرہ سے مندرجہ ذیل جائداد کی کفالت پر روپیہ لے کر یہ جائداد بنائی ہے اور یہ رقم انشاءاللہ با اقساط واپس کر دی جائے گی۔

ا۔ پختہ مکان واقعہ ۳/۴/۷ جیل روڈ لاہور تقریباً دس مرلہ رقبہ اور موجودہ قیمت مالیتی تقریباً تیس ہزار روپے (-/۳۰،۰۰۰ روپے)۔

ب، زمین رقبہ تقریباً پانچ کنال کسی پلاٹ میں ایک مکان زیر تعمیر واقعہ سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی نمبر ۲۴/D جس پر اندازاً پینتالیس ہزار روپے (-/۴۵،۰۰۰) خرچ ہو چکا ہے مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر کوئی اور جائداد زندگی میں پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میری وفات کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد پنشن مبلغ ایک سو ستر -/۱۷۰ اور بصورت پرائیویٹ پریکٹس بارہ صد (-/۱۲۰۰) روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں رہونگا۔

العبد:۔ خلیفہ عبدالمنان ۳/۴/۷ جیل روڈ لاہور۔ گواہ شد:۔ نور احمد خان جنرل سیکرٹری وصایا لاہور ۔ امۃ الحفیظ بیگم خواجہ عبدالمنان ۳/۴/۷ جیل روڈ لاہور گواہ شد:۔ محمد ابراہیم سیکرٹری وصایا ربوہ حال جماعت احمدیہ لاہور ۴/۴/۶۳ء۔

مسل ۱۷۳۶۵

میں افتخار احمد ولد قمر الدین ولد کامل الدین صاحب کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن گھوگیاٹ ڈاک خانہ میانی ضلع سرگودہا صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳ ستمبر ۱۹۶۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اس وقت کوئی جائداد نہیں میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت بذریعہ ملازمت -/۱۵۱ روپے ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہو گی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔

العبد۔ افتخار احمد ولد کامل الدین معرفت ملک گل شیر خان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جوہر آباد مستقل پتہ گھوگیاٹ ڈاک خانہ میانی ضلع سرگودھا۔

گواہ شد:۔ گل شیر خان ولد محمد الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جوہر آباد

گواہ شد:۔ فضل حسین ولد محمد حسن قریشی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ جوہر آباد۔

★ تفہیمات ربانیہ ★

ایک کامیاب مجاهد احمدیت کا بیان

(از قلم جناب چوہدری محمدشریف صاحب فاضل سابق مبلغ بلادعربیہ و گیمبیا مغربی افریقہ)

اللہ تعالی کا فضل و احسان ہے ۔ کہ تفہیمات ربانیہ مؤلفہ اخویم مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری، مکتبہ الفرقان کی طرف سے مزید اضافہ جات کے ساتھ دوبارہ شائع ہورهی ہے ۔

عشرۂ کاملہ کے مصنف صاحب نے اپنی کتاب کو دس فصلوں میں تقسیم کیا تھا اور ہر فصل میں ایسے مأیہ ناز دس اعتراضات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کئے جنکا جواب ان کے اور ان کے هم خیالوں کے خیال میں نا ممکن تھا ۔

حسب هدایت حضرت خلیفة المسیح الثانی، ایدہ اللہ بنصرہ العزیز و أطال بقاءہ فینا، مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری کو عشرۂ کاملة کا جواب لکھنے کا ارشاد ہؤا اور آپ نے تفہیمات ربانیہ کے ذریعہ عشرۂ کاملة کے تمام اعتراضات کو تارعنکبوت کی طرح بکھیر کر رکھ دیا ۔ اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا ارشاد گرامی: "و اللہ یکفی من کماة نضالنا جلد من الفتیان للاعداء"

یعنی خدا کی قسم همارے مردان کارزار میں سے ایک جوان هی سب دشمنوں کیلئے کافی ہے ایک مرتبہ پھر روز روشن کی طرح پورا ہؤا ۔ و ان الفضل بیداللہ یؤتیہ من یشاء

تفہیمات ربانیہ لا ریب احمدیہ لٹریچر میں ایک بیش بہا اضافہ ہے اور اردو ادب کا بھی ایک شاھکار ہے ۔ جسمیں مؤلف صاحب کی جوانی کا زور بھی آفتاب نصف النہار کی طرح نظر آرھا ہے !

یہ کتاب دسمبر ۱۹۳۰ء میں شائع هوئی اور ۱۹۳۱ء سے مبلغین کلاس جامعہ احمدیہ قادیان کے نصاب میں داخل هوگئی تھی ۔ احمدیہ پاکٹ بک میں بھی صداقت مسیح موعود علیہ السلام کی ذیل میں اسکے مندرجات بطور خلاصہ درج هوئے ۔ اور اب تک یہ کتاب سلسلہ احمدیہ کی ان لاجواب تصنیفات میں سے ہے ۔ جنکا جواب لکھنے سے مخالفین احمدیت عاجز ہیں ۔

میں اس کتاب کی دوبارہ اشاعت پر مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری سابق مبلغ بلادعربیہ و پرنسپل جامعہ احمدیہ و جامعة المبشرین کو دلی مبارک باد دیتا هوں ۔ اور میری دلی دعا ہے ۔ کہ اللہ تعالی محترم مولانا صاحب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مزید خدمات جلیلہ کی بھی توفیق عطا فرماتا رہے ۔

این دعا از من وز جملہ جہاں آمین باد

تردید عیسائیت
کے سِلسلہ میں ان کتب کا مطالعہ آپ کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا
• مباحثۂ مصر قیمت ۶۲
(عیسائیت کے بنیادی عقائد پر جناب مولانا ابو العطاء صاحب بشیر اسلامی اور مشہور عیسائی پادری ڈاکٹر فلپس کے مابین فیصلہ کن مباحثہ)
• تحریری مناظرہ قیمت ۱۰۵۰
(الوہیت مسیح کے بارہ میں جناب مولانا ابو العطاء صاحب فاضل اور مشہور عیسائی پادری عبد الحق صاحب کے درمیان تحریری مناظرہ - جس میں دو دو پرچے لکھے جانے کے بعد پادری صاحب نے مزید کچھ لکھنے سے انکار کر دیا)
• الفرقان کا عیسائیت نمبر قیمت ۱۰۲۵
(عیسائیت کے مختلف عقائد پر اہم قلم حضرات کے تحقیقی مقالات کا نادر مجموعہ)
• مباحثہ مصر کا انگریزی ترجمہ قیمت ۱۰۲۵
سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جملہ کتب ہمارے مکتبہ سے مل سکتی ہیں۔
فہرست کتب مفت طلب فرمائیں
مکتبہ الفرقان - ربوہ